مسلسل اشاعت کے سال چھیالیس

بیاد شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ

دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کا علمی و دینی مجلہ

ماہنامہ

الحق

547
ربیع الثانی ۱۴۳۲ھ
مارچ 2011

مدیر مسئول مولانا سمیع الحق

تبلیغی اور دعوتی جہاد

اگر آپ الحق کی دینی اور علمی افادیت محسوس کرتے ہیں، تو اس آوازۂ حق کو زیادہ سے زیادہ پھیلانے میں ہماری مدد فرمائیں، آپ کے تعاون ہی سے الحق اشاعت دین کی خدمت بہتر انداز میں کرسکتا ہے

الحق

کا استحکام اور اسکا فروغ، تعلیمات کتاب وسنت، کلمۂ حق، دینِ قیم اور نوامیسِ اسلام کا فروغ ہے

اگر آپ اس دینی اور تبلیغی جہاد میں براہ راست شریک ہونا چاہتے ہیں تو آیئے آپنے بھرپور تعاون سے الحق کی سرپرستی کیجئے۔

- اپنے حلقہ اثر ورسوخ سے الحق کیلئے خریدار بہم پہنچایئے۔
- دینی درد اور تڑپ رکھنے والے دوستوں کو زیادہ سے زیادہ سے زیادہ تعداد میں الحق سے روشناس کرایئے۔
- اپنی طرف سے نادار طلبہ، دینی اداروں، تعلیمی مراکز، لائبریریوں بالخصوص باطل نظریات سے متاثر افراد کے نام الحق جاری کرایئے۔ الحق مہینہ بھر کی فکری اور علمی کاوشوں کا مرقع ہوتا ہے۔ آپ گھر بیٹھے اس تمام تبلیغی محنت میں برابر کے شریک ہوں گے۔
- اگر آپکے نام الحق جاری ہے اور آپ نے زرِ اشتراک ابھی تک نہیں بھیجا تو جلد ارسال فرمایئے۔
- اگر آپ کسی تجارتی فرم کے مالک ہیں تو خود ورنہ اپنے زیر اثر حضرات سے الحق کیلئے اشتہارات مہیا فرمایئے۔
- اپنے شہر میں کسی موزوں ودیانتدار شخص کے ہاں الحق کی ایجنسی قائم کروایئے۔
- اپنے امدادی عطیات سے الحق کو زیادہ سے زیادہ ظاہری ومعنوی خوبیوں سے آراستہ ہونے کا موقع دیجئے۔

اس پر فتن دور میں الحق دعوتِ حق کی ایک قندیل اور استیصال باطل کا ایک محاذ ہے، اسکے فروغ اور استحکام میں آپکی کوئی سعی انشاء اللہ رائیگاں نہ ہوگی۔ اور آپ بارگاہِ ایزدی سے اجر وتحسین کے مستحق ہوں گے۔

ناظم الحق

اے بی سی آڈٹ بیورو سرکولیشن کی مصدقہ اشاعت

ماہنامہ

الحق

اکوڑہ خٹک

جلد نمبر ---- 46

شمارہ نمبر ---- 06

ربیع الثانی ---- ۱۴۳۲ھ

مارچ ---- ۲۰۱۱ء

قرآن اکیڈمی لائبریری 19-4-2011 لاہور

مدیر اعلیٰ — حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ

نگران — حضرت مولانا انوار الحق صاحب مدظلہ

مدیر — حافظ راشد الحق سمیع حقانی

ناظم شفیق الدین فاروقی

اس شمارے کے مضامین

نقش آغاز: مغرب میں اسلام کی بڑھتی وابھرتی طاقت اور امریکیوں کی توہین رسالتؐ کے بعد توہین قرآن۔ لیبیا پر امریکہ اور نیٹو کی مشترکہ یلغار۔ شرمندہ شرمندہ تصویر وطن/ ریمنڈ ڈیوس کی رہائی .... راشد الحق سمیع ۲

☆ استقلال واستقامت کی اہمیت و برکات .... مولانا حافظ انوار الحق صاحب ۶

☆ امریکی تسلط سے آزادی کیلئے قوم متحد ہوجائے ...... (انٹرویو مولانا سمیع الحق) .... جناب نعیم الحسن ۱۳

☆ کیا نظر تھی جس نے مردوں کو مسیحا کردیا .... مولانا عبدالماجد دریا بادیؒ ۱۷

☆ عالم عرب میں اٹھتے انقلابات کی اصل وجوہات .... جنرل مرزا اسلم بیگ ۱۹

☆ مساوات انسانی کی عملی تصویر .... شیخ مصطفی سباعی/ رقیصر حسین ندوی ۲۳

☆ جاپان کا ہلاکت خیز زلزلہ آنے والی قیامت کی پیشگی اطلاع ہے .... ظفر صادق ندوی ۳۱

☆ بلند ہمتی فلاح وکامرانی کی خشت اول .... مولانا حذیفہ وستانوی ۳۳

☆ قادیانیت ---- حقائق وتجزیہ .... مولانا محمد یعقوب ۴۲

☆ یہ ''خیبر پختونخوا'' ہے .... مولانا عبدالرؤف فاروقی ۴۸

☆ بے حیائی کا سیلاب اور ہمارا طرز عمل! .... جناب بریداحمد نعمانی ۵۱

☆ علمی، دینی اور تحقیقی دنیا کی سرگرمیاں .... علامہ ک، ص اصلاحی ۵۳

☆ امت مسلمہ سے روح ولی اللٰہی کا خطاب (نظم) .... جناب صوفی عبدالرب ۵۶

☆ افکار وتاثرات (مولوی عبدالقیوم، مولوی مسعود احمد) .... ادارہ ۵۹

☆ میرے والد مولانا عزیز الرحمٰنؒ کی حضرت مولانا عبدالحقؒ سے عقیدت (وفیات) .... جناب فیاض الرحمن ۶۱

☆ دارالعلوم کے شب وروز .... جناب شفیق الدین فاروقی ۶۲

☆ تعارف تبصرہ کتب .... ادارہ ۶۴

ماہنامہ الحق دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ (سرحد) پاکستان۔ فون نمبر (0923)630340-630435

Fax(0923)630922

ای میل: Email: editor_alhaq@yahoo.com

سالانہ بدل اشتراک اندرون ملک فی پرچہ -/25 روپے سالانہ -/250، بیرون ملک 25$ امریکی ڈالر

کمپوزنگ: بابر حنیف

پبلشر: مولانا سمیع الحق مہتمم دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک، منظور عام پریس پشاور

نقش آغاز بسم اللہ الرحمن الرحیم راشد الحق سمیع حقانی

مغرب میں اسلام کی بڑھتی وابھرتی طاقت اور امریکیوں کی توہین رسالتؐ کے بعد توہین قرآن

امریکی ملعون پادری ٹیری جونز اوراس کے تیس گمراہ ساتھیوں نے اسلام اور قرآن حکیم کے خلاف اپنی دیرینہ عداوت کا ایک بار پھر بڑا شرمناک مظاہرہ کیا ہے۔ان شیاطین نے انسانیت کو رُشد وہدایت سے روشناس کرنے والی رہنما کتاب کو ایک ڈرامے کے نتیجے میں چرچ میں جلادیا۔اس سے قبل بھی اس مخبوط الحواس شخص نے قرآن جلانے کا اعلان کیا تھا لیکن اسے کچھ وقت کے لئے منع کردیا گیا تھا اور ایک سوچی سمجھی سازش کے تحت دوبارہ اسے یہ موقع فراہم کیا گیا۔اس خبیث عمل کے خلاف پورا عالم اسلام سراپا احتجاج بنا ہوا ہے۔لیکن نام نہاد انسانی حقوق' مکالمہ بین المذاہب' مذہبی ہم آہنگی' روشن خیالی اور رواداری کا دعویدار امریکہ اس مجرم انسانیت کے خلاف کسی بھی قسم کی کاروائی کرنے سے انکاری ہے۔

دراصل مغرب اور عیسائیت کا بار بار توہین رسالت کرنا اور مسلمانوں کے مذہبی جذبات کیساتھ کھیلنا ان کی آزادی وخودمختاری کچلنا اور امن کے نام پر مسلمانوں کے خون کے چھینٹے اڑانا' نیو ورلڈ آرڈر کا بنیادی حصہ ہے۔یہ لوگ وقتاً فوقتاً مسلمانوں کی غیرت وحمیت کے ٹیسٹ لیتے رہتے ہیں اور اپنے چھپے خبث باطن کا اظہار اس قسم کے اوچھے ہتھکنڈوں سے کرتے رہتے ہیں۔ ؎ نورِ خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

لیکن الحمدللہ آج چودہ سو سال بعد بھی اسلام صفحہ دہر پہ نہ صرف قائم ودائم ہے بلکہ روز بروز اس کی حقانیت اور اس کی عالمگیر حیثیت بڑھتی چلی جارہی ہے گو کہ مسلمان عمل کے لحاظ سے کمزور ہوتا چلا جارہا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ نااہل حکمرانوں کی پالیسیوں کے باعث مسلم ممالک کی اقتصادی اور سیاسی حالت بھی کافی ابتری کی شکار ہوتی چلی جارہی ہے لیکن دین اسلام کا آفاقی اور الوہی پیغام شرق وغرب کے اندھیروں کو روشن کرتا ہوا اور امریکہ ویورپ کی مادیت اور لادینیت میں مدہوش انسانوں اور کفر وضلال کے ہاتھوں سوئی ہوئی انسانیت کی قسمت کو نہ صرف جگا رہا ہے بلکہ یوں لگ رہا ہے کہ تاریخ ایک بار پھر اپنے آپ کو دوہرانا چاہتی ہے جب مسلمان عمل سے بے نیاز اور علم سے دور ہوگئے تھے' تو نتیجتاً تاتاریوں نے انہیں روند ڈالا تھا اور پھر انہی تاتاریوں کی نئی پود اور نئی نسل سے اسلام کی دوبارہ ترقی اور غلبہ کی جدوجہد کا آغاز ہوا۔یہاں پر بھی ایسا لگ رہا ہے کہ امریکہ اور مغرب جو مسلمانوں کے خلاف کئی صدیوں سے طبع آزمائی کررہا ہے اور موجودہ بدقسمت عہد میں تو سارے عالم اسلام کے تمام نظامہائے حکومت' معاشرت' تہذیب وتمدن اور حکمران اس کے

ہاتھوں میں یرغمال ہو گئے ہیں۔تو مستقبل بعید میں انہی امریکیوں اور مغربی ممالک کی نسل نو جو دن بدن اسلام کی درخشاں صبح کے اجالوں میں پناہ لینے دوڑتی چلی آ رہی ہے۔اب ان شاء اللہ یہی نسل اسلام کی ترقی اور نشاۃ ثانیہ کا باعث بنے گی او رمغرب میں اسلام کے خلاف جاری تمام زہریلے منفی پروپیگنڈے ان شاء اللہ اسلام کی مزید کامیابی اور اشاعت کا باعث بنیں گے۔ ؎ ہے عیاں فتنہ تاتار کے افسانے سے پاسباں مل گئے کعبے کو صنم خانے سے

ماہرین کے سروے کے مطابق نائن الیون کے بعد امریکہ' کینیڈا اور خصوصاً برطانیہ و یورپ میں اسلام صدیوں کا سفر مہینوں میں طے کر رہا ہے۔یورپ میں توہین رسالت ﷺ کے بعد رہبر انسانیت ﷺ کی سیرت مبارکہ کی کتب کی فروخت میں ریکارڈ اضافہ ہوا اور اب ملعون ٹیری جونز کی ناپاک جسارت کے باعث قرآن حکیم کے مطالعہ کے لئے اس کی مانگ امریکہ بھر میں مزید بڑھ گئی ہے۔ ع الٹی ہوگئیں سب تدبیریں کچھ نہ دوا نے کام کیا

دیکھئے عہدِ جدید کے نمرود و فرعون کے گھر دن میں نومسلم امریکیوں اور برطانویوں کی جوق در جوق شرکت اور اسلام کے مسلسل گونجتے ہوئے زمزموں اور اذانوں سے ایک ایسا معجزہ کرۂ ارض پر طلوع ہونے والا ہے جو کفر وظلم کی اندھیری رات کو صبح خورشید میں بدل ڈالے گا۔یہ محض ایک ادنیٰ طالب علم وصحافی کی خوش خیالی اور خوش فہمی نہیں بلکہ یہ روشن وتاباں زندہ جاوید قرآن کا درس اور تاریخ کا ایک تسلسل اور اپنے آئینہ ادراک کا عکس ہے۔کیونکہ آتش نمرود کے شعلوں ہی سے خداوند لم یزل و لا یزال نے ابراہیم خلیل اللہ کے ذریعے اسلام کا سرسبز وشاداب گلستان دین پیدا کیا۔

؎ شب گریزاں ہوگی آخر جلوہ خورشید سے یہ چمن معمور ہوگا نغمۂ توحید سے

لیبیا پر امریکہ اور نیٹو کی مشترکہ یلغار

سابق امریکی صدر بش کی مسلم کش پالیسیاں جوں کی توں جاری وساری ہیں اور مسلمانوں کے خلاف بپا کردہ صلیبی جنگ آہستہ آہستہ عراق' افغانستان' پاکستان کو بھسم کرنے کے بعد اب افریقہ کے دور دراز مسلم ملک کے خلاف بھی پھیل گئی ہے۔عرب ممالک میں کچھ عرصہ قبل عوامی مزاحمت کی جو لہر اٹھی ہے'اس نے اب تک کئی حکمرانوں کا اقتدار چٹکیوں میں اڑا دیا ہے اور کئی ایک کے خلاف شورشیں اپنی پوری آب وتاب سے جاری ہیں لیکن تیل سے مالا مال اور امریکہ اور مغربی پالیسیوں کے کٹر مخالف کرنل قذافی کے خلاف عوامی مزاحمت کی حمایت کی آڑ میں امریکہ اور مغرب ان دنوں ایک بار پھر خونِ مسلم کے درپے ہوگئے ہیں۔اطلاعات کے مطابق امریکہ اور نیٹو نے لیبیاء کے خلاف اب تک کی جنگ میں اربوں ڈالر مالیت کے فوجی دفاعی اقتصادی اور انتظامی اداروں کو بمباری کے نتیجے میں تباہ و برباد کر دیا ہے اور سینکڑوں لیبیائی مسلمانوں کو شہید بھی کیا جا رہا ہے۔طرفہ تماشا یہ کہ قذافی کی مخالف افواج بھی نیٹو اور امریکہ کی بمباریوں کے خلاف دہائیاں دے رہے ہیں کہ یہ لوگ ہمیں بھی نہیں بخش رہے حالانکہ ہم ہی نے تو انہیں خوش آمدید کہا

تھا۔ دراصل امریکہ کی فطرت یہی ہے کہ وہ سب سے پہلے اپنے دوستوں کو ہی ختم کرتا ہے' دشمنوں سے بعد میں نمٹتا ہے ۔دیگر عرب ممالک لیبیا کی تباہی و بربادی پر ہمیشہ کی طرح چپ سادھ لئے بیٹھے ہیں بلکہ اندر اندر سے خوشیاں منا رہے ہیں کیونکہ قذافی ہمیشہ عرب حکمرانوں کو امریکی غلامی کا طعنہ ڈنکے کی چوٹ پر دیا کرتا تھا۔ اسی لئے عرب حکمرانوں نے ہمیشہ قذافی کو نفرت کی نگاہ سے دیکھا۔ اس سارے جاری خونی کھیل تماشے میں امریکہ اور نیٹو کا عرب حکمرانوں اور او۔آئی۔سی نے کھل کر ساتھ دیا۔ یہ نادان پھر بھول گئے ہیں کہ امریکہ کسی کا بھی نہیں' کل اگر صدام اور آج قذافی کی باری ہے تو کل ان کی بھی باری آنے والی ہے۔ بہرحال دوراندیشی اور حکمت عملی بنانا اب ان نام نہاد مسلم حکمرانوں کا وطیرہ نہیں رہا۔ انہیں عیش وعشرت اور دنیا کی چندروزہ فانی زندگی اور فانی اقتدار ہی سے سروکار ہے۔

لیبیا اور کرنل قذافی نے ہمیشہ مسلمانوں اور عالم اسلام کے حقوق کے متعلق ملکی اور بین الاقوامی فورمز اور خصوصاً اقوام متحدہ کے گزشتہ منعقدہ سربراہی کانفرنس میں امریکہ اور مغربی ممالک کے مسلمانوں کے خلاف ان کے دوہرے معیار' ظلم و جبر اور مسلمانوں کے خلاف جاری تعصب اور دیگر اقتصادی وسیاسی مسائل میں جانبداری کرنے پر امریکہ اور مغرب کی حسب سابق کھل کر مخالفت کی۔ امریکیوں کو قذافی کی یہی طرزِ سیاست اور کھلم کھلا مخالفت اور خودداری کا درس زہر لگتا ہے۔ اسی لئے اس بہانے امریکہ اور مغرب پرانے حساب چکانے کے لئے لیبیا پر چڑھ دوڑا ہے۔ اسی طرح کرنل قذافی کی متنازع شخصیت کے بھی کئی پہلو ہیں۔ اس کی اپنی ایک مخصوص سوچ رہی ہے۔ اس کے جملہ سیاسی افکار ونظریات سے پاکستان کے علماء اور دینی حلقوں کا کلی طور اتفاق نہیں رہا بلکہ کچھ عقائد پر ان سے اختلاف فکر ونظر بڑا نمایاں ہے۔ لیکن امریکی مخالفت اور مغربی متعصبانہ پالیسیوں کے خلاف پاکستان کے علماء اور دینی حلقوں نے امریکی مخالفت میں اس کی توانا آواز کے ساتھ اپنی کمزور آواز کو ہمیشہ بلند کیا ہے۔ اور انہیں بین الاقوامی فورم پر دنیا بھر کے مسلمانوں سے مل بیٹھ کر اسلام اور مسلمانوں کی ترقی وفلاح کے لئے ایک پلیٹ فارم مہیا ہو گیا تھا' دوسری جانب پاکستانی حکومت اور دیگر عرب حکمرانوں نے تو طبقہ علماء اور دینی و مذہبی حلقوں کو ہمیشہ دیوار کے ساتھ لگائے رکھا۔ ان کو معاشرے کے دوسرے طبقات سے کمتر گردانا گیا بلکہ یہاں تک کہ انہیں دوسرے درجے کا ادنیٰ شہری سمجھا گیا۔ اور بین الاقوامی فورمز پر علماء کرام کو کوئی نمائندگی دینی مناسب نہیں سمجھی گئی۔ قذافی کی یہ کوششیں رہی ہے کہ اس نے نہ صرف پاکستان بلکہ دنیا بھر کے علماء' سیاسی قائدین' ائمہ کرام' اور اسلامی دانشوروں اور خصوصاً پسماندہ افریقی ممالک کے حکمرانوں اور عوام کو نہ صرف ہمیشہ سنا بلکہ ان کو بھی عالمی استعمار کے خلاف جدوجہد میں سرفہرست رکھا۔ باقی لیبیائی عوام کے ساتھ اس کے موجودہ رویے' شہریوں کے ساتھ ظالمانہ سلوک اور اس کے طرز حکومت سے اختلاف کی گنجائش ہمیشہ سے رہی ہے یہ ان کا اندرونی معاملہ وسیاست ہے' اس وقت لیبیا میں واضح تقسیم ہو چکی ہے' قبائل کی ایک بڑی اکثریت اب تک کرنل قذافی کا ساتھ دے رہی ہے۔ اسی طرح اس کے مخالفین جو مختلف قبائل کا مجموعہ ہیں انکی بھی ایک اچھی خاصی تعداد اس وقت اس کے خلاف مزاحمت کر رہی ہے۔ افسوس! کسی نہ کسی حد تک کرۂ ارض پر واحد امریکی تسلط سے

آزاد مسلم ملک بھی سازشوں کا شکار ہو کر امریکی اور مغربی غلامی کے دبیز پردوں میں چھپتے چلا جارہا ہے۔
امریکہ اور نیٹو نے قدرتی وسائل سے مالا مال اور نہایت ہی پُر امن مسلم ملک میں مضبوط خانہ جنگی کی بنیاد رکھ دی ہے۔ اب معلوم نہیں کتنے برس لیبیائی مسلمان اپنے ہی مسلمان بھائیوں کے خلاف لڑتے مرتے رہیں گے۔ اور آخر میں جب سارا لیبیا تباہ و برباد ہوجائے گا تو امریکہ اور نیٹو اس کے قدرتی وسائل پر ہمیشہ کیلئے قبضہ جمالیں گے اور یوں ایک برادر اسلامی ملک جو اب تک امریکہ اور مغرب کی پالیسیوں کا مخالف اور اس کے مفادات کا غلام نہیں بنا تھا اب مستقبل قریب میں امریکی استعمار کے دسترس میں ہمیشہ کے لئے چلا جائے گا اور براعظم افریقہ میں امریکہ اور مغرب کھل کر مستقبل کی پلاننگ کرسکیں گے۔ ؎ مسلماں نہیں راکھ کا ڈھیر ہے — بجھی عشق کی آگ اندھیر ہے

شرمندہ شرمندہ تصویر وطن - قاتل ریمنڈ ڈیوس کی رہائی

گزشتہ ماہ پاکستانی قوم کو ایک اور سقوط پاکستان کی مانند ایک صدمے سے گزرنا پڑا۔ امریکی جاسوس اور پاکستانیوں کے قاتل ریمنڈ ڈیوس کو جس بھونڈے اور غیر قانونی طور سے رہائی دلائی گئی اس سے پاکستانیوں کی بچی کھچی عزت وحمیت کا جنازہ اپنے ہی حکمرانوں نے ہمیشہ ہمیشہ کیلئے نکال دیا۔ قدرت نے پاکستانیوں کو ایک ایسا سنہری موقع فراہم کردیا تھا کہ وہ اس موقع پر مظلوم ڈاکٹر عافیہ صدیقی کو رہا کراسکتے تھے' ڈرون حملے بند کراسکتے تھے' دہشتگردی کے نام پر بنے اتحاد سے باہر نکل سکتے تھے اور سب سے بڑھ کر امریکی غلامی کی زنجیریں توڑ سکتے تھے لیکن افسوس صد افسوس کہ حکمرانوں نے حسب سابق' حسب روایات اور حسب منشاء ایک بار پھر ملک وملت کو ڈالروں کے عوض فروخت کردیا۔
ع قومے فروختند وچہ ارزاں فروختند امریکیوں کیلئے پرویز مشرف' زرداری اور نواز شریف و اسفند یار اور الطاف حسین اور پاکستانی فوج و بیورو کریٹس تو پہلے ہی سے خدمات بجالاتے تھے لیکن اب نام نہاد آزاد عدلیہ بھی اس حمام میں سب کے ساتھ مل کر ننگی ہوگئی ہے۔ بعض عدالتوں نے اس معاملہ میں جس قسم کا شرمناک کردار ادا کیا ہے اس سے پاکستانیوں کو اور زیادہ ٹھیس پہنچی ہے۔ ''آفرین'' ہے محسن کش امریکیوں پر جنہوں نے ریمنڈ ڈیوس کی رہائی کے دوسرے دن ہی پچاس کے لگ بھگ بے گناہ پاکستانیوں کو ڈرون حملے کے نتیجے میں شہید کردیا اور پاکستانی حکمرانوں کو رہائی کا ''تحفہ'' اور ''گارڈ آف آنر'' پیش کیا۔ ترقی پذیر ممالک کے غلاموں کی زندگی' خودمختاری' ان کے دستور اور ان کے آئین مٹی کے ایسے گھروندے ہیں جنہیں امریکی ''آقا'' دن میں سو مرتبہ توڑتا ہے۔ کاش! اس بے غیرتی اور گیدڑ نما زندگی کے نقشہ ہستی کے قائم رہنے سے تو کہیں بہتر یہ تھا کہ پوری قوم ایک بڑے ایٹمی ڈرون حملے میں شہید ہوجاتی کہ یہ آئے روز کا گھٹ گھٹ کر اور بار بار مرنا اور کڑھنا اور غلامی تو ختم ہوجاتی۔

ب هوئے ''جی'' کے ہم جو رسوا ہوئے کیوں نہ غرق دریا — نہ کبھی جنازہ اٹھتا نہ کہیں مزار ہوتا
اور کس طرف جاؤں کدھر دیکھوں کسے آواز دوں — اے ہجوم نامرادی جی بہت گھبرائے ہے

سلسلہ خطبات جمعہ شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ انوار الحق صاحب

استقلال واستقامت کی اہمیت وبرکات

(۱)

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم اما بعد فاعوذ بالله من الشیطان الرجیم بسم الله الرحمن الرحیم قال الله عزوجل ان الذین قالوا ربنا الله ثم استقاموا تتنزل علیهم الملٰئکة الاّ تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنة التیّ کنتم توعدون O نحن اولیاء کم فی الحیوة الدنیا وفی الاخرة ولکم فیها ما تشتهیٓ انفسکم ولکم فیها ما تدعونO نزلا من غفور رحیم (حم سجده)

ترجمہ: تحقیق جنہوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے (اور) پھر اسی پر قائم رہے ان پر اترتے ہیں فرشتے کہ تم مت ڈرو اور نہ غم کرو اور خوشخبری سنو اس جنت کی جس کا تم سے وعدہ تھا' ہم تمہارے دوست (رفیق) دنیا میں اور آخرت میں اور تمہارے لئے وہاں (یعنی جنت میں) موجود ہے جو تمہارا نفس چاہے اور تمہارے لئے (ہر وہ شی ہے) جو کچھ مانگو (تمہارے لئے) مہمانی ہے اس بخشنے والے مہربان کی طرف سے۔

توحید ورسالت کی شہادت: محترم سامعین جس انسان نے دل وزبان سے یہ گواہی دی کہ اللہ وحدہ لاشریک ہے یعنی وہ ایک ہی ہے اس کے ساتھ عبادت اور ربوبیت میں کوئی شریک نہیں' صرف اور صرف وہی عبادت کے لائق اور معبود ہے' اس کی عبادت اور خدائی میں کوئی شریک نہیں۔ وہی ذات اقدس ہر چیز کا مالک' خالق رب العالمین ہے۔ سارے جہاں میں اسی کا حکم چلتا ہے' درخت کا ایک پتہ بھی اس کے حکم کے بغیر حرکت نہیں کرسکتا اور رحمۃ دو عالم سرور کائنات محمد الرسول ﷺ اس کے آخری رسول ہیں' انکی آمد کے بعد کوئی رسول یا نبی قیامت تک آنے والا نہیں۔ اور پھر اسی عقیدہ پر موت تک قائم ودائم رہے۔

اوامر ونواہی کی پابندی: اللہ نے جن اعمال کے کرنے کا حکم دیا اور جن گناہوں سے احتراز کا فرمایا' عمل کیا تو صرف اس کی رضا اور خوشنودی کے لئے اگر برے کاموں سے اپنے کو بچایا تو صرف اللہ کے حکم کی تابعداری کے لئے۔

استقامت واستقلال: اسی صراط مستقیم پر چلنے کے اس راہ میں جو تکالیف' رکاوٹیں پیش آئیں' اسی جذبہ ایمان سے لیس ہوکر سب کا مردانہ وار مقابلہ کیا۔ کسی موقع پر ارادہ عزم میں لغزش نہ آئی۔ آیت کریمہ میں لفظ استقامت آیا ہے جس کے معنی جس بات کو حق سمجھا جائے اس پر ڈٹ کر قائم رہنے کے ساتھ ہر قسم مصائب سے نمٹا جائے۔ دنیوی امور میں اگر فرد ارادہ کرے کہ مجھے ڈاکٹر یا انجینئر بننا ہے تو انجینئری اور ڈاکٹری کوئی تر نوالہ نہیں کہ منہ میں ڈال کر ڈاکٹر یا انجینئر بن جائے گا' بلکہ اس ارادہ کے راستہ میں بے شمار مشکل مراحل کا سامنا کرنا پڑتا ہے اگر درمیان

میں ہمت ہار کر شکست وریخت کا شکار ہو جائے تو عزم وارادہ میں ناکامی کے علاوہ کچھ حاصل نہیں ہوتا اور اگر استقامت' استقلال اور ہمت سے تکالیف برداشت کرے' کسی موقع پر اپنے مدعا سے انحراف نہ کرے

کامیابی کا راز: تو اپنے مقصد میں کامیابی حاصل کر کے جو فوائد اس کے ذہن میں ہوتے ہیں' سے مالا مال ہو جاتا ہے۔ بغیر استقامت کے نہ دین کا کوئی کام ہو سکتا ہے نہ دنیا کا۔ مقصد میں کامیابی کا سب سے بڑا اور واحد ذریعہ اپنے اقرار پر ثابت قدم رہنا ہے۔ جسے استقامت سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ دین کے جن بعض اہم عقائد کا میں نے ذکر کیا ان پر جم کر رہنے والوں کے لئے آیت مذکورہ میں رب کائنات نے مژدہ سنایا ہے۔

اسلاف امت کی قربانیاں: ہمیں تو لاحاصل اور بے فائدہ قصوں اور واقعات کو سننے اور پڑھنے سے فراغت نہیں کہ ہمارے مقتدیٰ انبیاء صحابہ تابعین' صلحائے امت اور علماء نے اس دین حقہ پر قائم ودائم رہنے کے لئے ان کو مختلف الاقسام آگ وخون کے دریاؤں سے گزرنا پڑا۔ کسی موقع پر بھی ان کی عزم سلیم میں ذرہ برابر فرق نہیں آیا۔ ان کے واقعات وحالات سے آگاہی حاصل کر کے اپنے لئے عبرت کا سامان پیدا کریں۔ تاکہ سچ اور حق راستے سے ہٹنے کا تصور بھی نہ کریں۔ دنیا دائمی سکون' راحت اور اطمینان کی جگہ نہیں۔ عادۃ اللہ یہی ہے کہ اس دار فانی میں مشکلات وپریشانیوں کا نزول ورود ہوتا ہی ہے۔ یہ عالم امتحان اور آزمائش کی جگہ ہے جو فرد اس دنیا کی آزمائش وامتحان سے سرخرو ہو کر نکلا ہے' پھر آگے عالم میں اس کے مزے ہی مزے ہیں' جو یہاں مستقل مزاجی اور پامردی کا ثبوت نہ دے۔ اس کی کامیابی کا خواب اس کے لئے صرف سراب کی حیثیت حاصل کر کے ناکامی' اس کا مقدر بن جاتی ہے۔

راہ حق کے داعی: محترم ومعزز دوستو! انبیاء وصحابہ کی زندگی ہمارے لئے مشعل راہ ہے جنہوں نے ہر وقت ایثار' استقامت کا مجسمہ بن کر اسلام دشمنوں کے ظلم وجبر کو شکست دی ان کے قلوب میں لحہ بھر کے لئے بھی راہ حق کو چھوڑنے کا خیال تک نہ آیا' سیدنا حضرت ابراہیمؑ کی بعثت جس دور اور جن حالات میں ہوا' وقتاً فوقتاً آپ سنتے رہے ہیں۔ ماحول بت پرستی اور ستارہ پرستی کی آلودگی سے بھرا پڑا تھا۔ حاکم بھی نمرود جیسا ظالم' اخلاق وشرافت کا نام تو اس کی ڈکشنری میں موجود ہی نہ تھا۔ اللہ کو وحدہ لاشریک سمجھنے والا اس بدبخت کے نزدیک انسانوں میں شمار ہی نہ تھا ایسے وقت راہ حق کا نعرہ بلند کرنے کیلئے اور وحدہ لاشریک کا نام لینا بھی نمرود کے قہر وجبر اور اپنی موت کو دعوت دینے کے مترادف تھا۔ حضرت ابراہیمؑ کا باپ بھی نہ صرف بت تراش بلکہ بتوں کو بت پرستوں کے مہیا کرنے کا بیوپاری اور نمرود کے کفر وشرک پر مبنی مذہب کا گویا وزیر مذہبی امور تھا اگر ابراہیمؑ چاہتے تو اسے حکومت میں اعلیٰ ترین عہدہ مل جاتا' والد کا اہم منصب حاصل کرتے۔ سونے اور چاندی کے ڈھیر میں اس کا اوڑھنا بچھونا ہوتا۔ ان تمام دنیوی آسائشوں کو حقارت سے اپنے وحدانیت رب کے عقیدہ پر استقامت سے قائم رہ کر لات ماردی۔ اور اس حالت شرک سے براءۃ کا نعرہ بلند فرماتے ہوئے کہا کہ ''اننی بریء مما تشرکون'' جن ماسوا اللہ کو تم اپنا معبود سمجھتے ہو میں اس باطل عقیدے میں تم لوگوں کے

ساتھ شراکت سے بیزار ہوں۔ ترغیب واستقامت کے اس پہاڑ کو اپنے عقیدہ' بدلنے پر آمادہ نہ کیا۔ تو ترہیب' ڈرانے دھمکانے پر اتر آئے۔ راہ حق کے ان مشرک دشمنوں نے حضرت ابراہیمؑ کو آگ میں جلانے کا فیصلہ کیا۔

آتش نمرود اور گلستان ابراہیمی: معزز حضرات! دنیا میں کسی کو عذاب وسزا دینے کے لئے کئی طریقے مروج ہیں مگر ان میں سخت ترین اذیت دینے کی سزا آگ سے جلانے کی ہے' یہی وجہ ہے کہ آگ کے ذریعہ کسی کو تکلیف دینے سے آنحضرت ﷺ نے منع فرمایا: **وعن عبدالله بن عباس قال قال رسول الله ﷺ ان النار لا يعذب بها الا الله** (رواه بخاری) ''حضرت عبداللہ بن عباس آنحضرت ﷺ سے روایت کررہے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا آگ کی سزا میں تو صرف اللہ تعالیٰ ہی (کسی کو) مبتلا کرتا ہے۔''

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کے لئے یہ مناسب ہی نہیں کہ وہ ایک انسان کو اس کے جرم کی پاداش میں آگ کی سزا دے کر اس کو جلا ڈالے۔ نمرود کے بدبخت اور کفر وگمراہی کے متوالے ساتھی اس بدترین عذاب کے اذیت ہی کے ذریعہ اپنے مذہبی عداوۃ میں جنونی بن کر حضرت ابراہیمؑ کو جلانے کے پروگرام کو عملی جامہ پہنانے کے مرتکب ہوئے۔ شر وضلال پر مبنی مذہب کے غیرت وحمیت میں آکر بوڑھے' جوان' مرد وزن جنگل سے ابراہیمؑ کو جلانے کے لئے لکڑیاں جمع کرنے لگ گئے۔ لکڑیوں کا بہت بڑا ڈھیر جمع کرکے اسے آگ لگانے کے بعد حضرت ابراہیمؑ جو استقامت کے پہاڑ تھے ایسا لگ رہا تھا کہ آگ آسمان کو چھو رہی تھی' شدت حرارت سے آگ کی منصوبہ بندی کرنے والے بھی آگ کے قریب آنے کی جرات نہ کرسکے۔ طے یہ ہوا کہ حضرت ابراہیمؑ کو ایک منجنیق کے ذریعہ دور سے آگ میں پھینکا جائے۔ اللہ کے حکم سے حضرت جبرائیلؑ مدد کے لئے پہونچے اور دشمنان اسلام کو آناً فاناً نیست ونابود کرنے کیلئے خدمات پیش کردیئے۔ اللہ کی ربوبیت کے اقرار کرنے والی عظیم ہستی کی استقامت اور عزم کی حالت ہم جیسے کمزور ایمان والوں کے لئے تازیانہ عبرت ہے کہ ایسے سخت ترین موقع پر بھی جبرائیلؑ کے تعاون کو یہ کہہ کر ٹال دیا کہ میری حالت مجھے پیدا کرنے والے یعنی اللہ کو معلوم ہے میرے لئے اللہ کافی ہے میرے بارے میں جو اللہ کی رضا ہو' وہی میری رضا ہے' کفار نے خبث کا مظاہرہ کرتے ہوئے استقامت کے عظیم سپوت کو آگ کے حوالہ کردیا۔ دوسری طرف مالک کائنات نے اپنے جلیل القدر بندے حضرت ابراہیمؑ کو بچانے کیلئے آگ سے ان کو جلانے کا وصف سلب کرلیا۔ آگ کی شدید گرمی وحرارت کی اذیت کے مقابلہ میں آگ کا شدید ٹھنڈا ہونا بھی ابراہیمؑ کیلئے ضرر رساں تھا۔ آگ کی اس روایتی گرمی اور ٹھنڈک کی روایتی ٹھنڈک سے بچانے کے لئے رب کائنات نے حکم دیا **قلنا یا نار کونی بردا وسلاما علی ابراهیم** یعنی آگ کو اپنی خاصیت تپش کو ترک کرکے ایسی سرد ہونے کا حکم دیا جس میں سردی بھی اتنی شدید نہ ہو جو اس عظیم المرتبت نبی کے لئے تکلیف کا سامان بن جائے بلکہ گل گلزار بن کر سلامتی کا ذریعہ بن جا۔ حضرت ابراہیمؑ کے عزم واستقامت کا امتحان صرف یہاں ختم نہیں ہوا بلکہ خواب میں اپنے بڑھاپے کا واحد سہارا

حضرت اسماعیلؑ کو اللہ کے حکم پر قربان کرنے پر فوراً تیار ہوئے۔

راہ حق پر استقامت: تفصیلات آپ خطباء حضرات اور واعظین سے عیدالاضحیٰ کے فلسفے کے سلسلے میں سنتے رہتے ہیں۔قرآن ورسولؐ اور بزرگوں کے الفاظ میں ان واقعات کا ذکر اور سننا صرف قصے‘ کہانی نہیں بلکہ سب نے کلمہ گو مسلمانوں کو اسلام وایمان کے اقرار کے بعد اس راہ حق پر استقامت اور صبر وشکر کا مظاہرہ کرنا مطلوب ہے۔ تمام انبیاء کو اپنی دعوت کے پھیلانے کے دوران ان کے دشمن پہاڑ بن کر رکاوٹ بننے کی ناکام کوشش کرتے رہے۔کئی پیغمبروں کو مشرکین کے ناپاک ہاتھوں شہادت کے عظیم مرتبہ پر فائز ہونا پڑا۔مگر عزم واستقلال سے معموران اولوالعزم انبیاء کے جذبات اور عزائم میں کمی کا تو سوال نہیں بلکہ ظلم وجبر کے زعم میں مبتلا دشمن ریت کی دیوار ثابت ہو کر ان کے سامنے ان کی مصنوعی قوت وکثرت چور چور ہو جاتی۔حضرت موسیٰ ؑ کی دعوت تبلیغ وتوحید کے راستے میں فرعون اور اسکے پروردہ سرداروں نے حضرت موسیٰ ؑ اور اس کے بھائی وقبیلہ کو جن المناک مصائب سے دوچار کیا‘ تفصیل قرآن وسنت کی روشنی میں علماء کی زبانی اور تاریخ کی کتب میں پڑھ چکے ہیں۔حضرت موسیٰ ؑ کے عزم وہمت کے سامنے فرعون‘ اس کے جنگی آلات اور قوت وسطوت سراب ثابت ہوا۔حضرت موسیٰؑ فتح مند اور فرعون بمع لاؤ ولشکر بحیرہ قلزم میں غرق ہو کر اس کا ناپاک لاشہ آج بھی عبرت کا سامان بن کر عجائب گھر میں اپنے کافرانہ عقائد پر نوحہ کناں ہے۔

بعثت کے وقت عرب کے حالات: عرب کے کفر وگمراہی سے بھرپور خطہ میں گمراہی کے علمبرداروں کے درمیان رحمۃ للعالمین آقائے نامدار سرور کائناتﷺ ایک اکیلے شخص کی صورت میں تن تنہا مبعوث ہوتے ہیں۔دعوت حق کی آوازیں بلند کرتے ہی ہر طرف سے کفار مکہ ہر قسم کی بداخلاقی اور تنگ کرنے پر اتر آئے ایسا کوئی جرم نہ تھا جو ان بدبختوں میں موجود نہ تھا۔سیرۃ النبیﷺ کے بیان کے ضمن آپ حضورﷺ کی بعثت کے وقت اس مقدس سرزمین کے جہلاء کی جو ناگفتہ بہ حالت تھی‘ مختلف مواقع پر آپ سنتے رہتے ہیں۔چاروں اطراف سے روسائے قریش کی نئی نئی تدبیروں اور سازشوں سے آپ آگاہ ہیں۔ترغیب وترھیب کے تمام ذرائع استعمال کرتے رہے۔مگر قرآن مجید جس شخصیت کو اللہ نے اولو العزم من الرسل کے خطاب سے نوازا بے یارومددگار کلمۃ اللہ کی صدائیں بلند کرتے رہے۔جرم صرف یہی تھا وہ صرف ایک وحدہ لاشریک کی طرف ان کو بلا رہے تھے۔

کفری طاقتوں کا اتحاد: یہی وہ وجہ نزاع تھی قریش مکہ کیلئے یہ دعوت ناقابل برداشت تھی‘ اسی وجہ سے تمام کفری قوتیں اس کی دشمنی میں متفق ہو گئے‘ جیسے آج تمام دنیا کی غیر مسلم قوتیں اپنے تمام اختلافات جو ان کے درمیان صدیوں سے موجود تھیں‘ ایک ہی نکتہ اور ایجنڈا پر متحد ہو گئے۔آپس کے تنازعات بھول کر یہ فیصلہ کر لیا کہ حاشا وکلا اسلام کو دنیا سے مٹانا۔آپ دنیا کے حالات سے باخبر ہیں کہ کفر کا سرغنہ امریکہ اور نام ونہاد اتحادیوں کے بموں‘ راکٹوں میزائلوں اور جدید ترین ہلاکت وتباہی پھیلانے والے اسلحہ کا رخ عالم اسلام کی طرف کر کے چند سالوں میں لکھوں

مسلمانوں کا بے دریغ خون بہایا جارہا ہے۔ مسلمانوں کی بدبختی سمجھیں کہ ہر اسلامی مملکت کے حکمرانوں کو بھی ان ظالموں اور جابروں کی سرپرستی حاصل ہو کر یہ اپنے ہی رعایا کی ہلاکت میں ان کی امداد کررہے ہیں۔ صرف اسی پر اکتفا نہیں کرتے بلکہ آپس میں مشت وگریبان ہو کر کفری ایجنڈے کی تکمیل میں ان کے ممد ومعاون بن رہے ہیں۔ ان کے موجودہ گھٹیا' اسلامی حمیت وغیرت سے خالی پالیسیوں کا غرض ان کے اقتدار کا قائم ودائم رہنا اور ذاتی اغراض ومقاصد ہی ہیں۔ جس کے لئے انہوں نے اسلام' وغیرت ایمانی ملکوں کی حقیقی خودمختاری کو داؤ پر لگادیا ہے۔ اگر ان نام ونہاد مسلم دنیا کے ارباب اقتدار میں اسلامی نظام کا نفاذ اور اللہ کے حاکمیت اعلیٰ کے عقیدہ پر استقامت سے عمل کرنے کا جذبہ موجود ہوتا تو سوال پیدا نہیں ہوتا کہ امریکہ اور اس کے حواریوں کو افغانستان' عراق' سوڈان' پاکستان وغیرہ میں اسلحہ سے مسلح ہو کر قدم جمانے اور حملوں کی جرات ہوتی۔ معزز حضرات بات ہورہی تھی عزم واستقلال کی۔

آنحضرت ﷺ کا عزم واستقلال: تمام جزیرۃ العرب گناہوں میں جل رہا' صرف ایک فرد لوگوں کو جہنم کی آگ سے بچانے کے لئے اپنے دعوت کی طرف کھینچ رہا ہے' عقل کی جب مت ماری جائے۔ فائدہ کی بات کو نقصان سمجھنے لگے اپنے تخریبی اور تباہی کے اعمال کی دفاع کرنے لگے۔ آنحضرت ﷺ کو کبھی سونے وچاندی کے خزانوں کی پیشکش کررہے اور کبھی قبیلہ کے معزز خاندانوں میں خوبصورت ترین لڑکیوں کی۔ ان حیلوں سے آنحضرت ﷺ کے استقامت میں فرق نہ آیا' تو گالیاں دنیا شروع کردیں' بتدریج چند ساتھی جو دعوت ایمان کے نور سے مشرف ہوچکے تھے' وہ حضور ﷺ کو گالیاں دینے پر غمزدہ ہوجاتے جن کی تسلی کیلئے رحمۃ للعالمین نے فرمایا: **وعن ابی هریرة قال قال رسول الله ﷺ الا تعجبون کیف یصرف الله عنی شتم قریش ولعنهم یشتمون مذمما ویلعنون مذمما وانا محمد (رواه بخاری)** حضرت ابوہریرہؓ حضور اکرمؐ سے روایت کررہے ہیں کہ آپؐ نے صحابہ سے فرمایا کہ کیا تمہیں اس پر حیرت نہیں ہوتی کہ رب العالمین نے مجھے قریش مکہ کی گالیوں اور لعنتوں سے کیسے محفوظ رکھا۔

وہ قابل مذمت شخص کو گالیاں دیتے ہیں' اور لعنت بھی بھیجتے ہیں جبکہ میں محمد ہوں' یعنی اللہ کا کرم ہے محمد کے معنی وہ شخص جس کی ذات وصفات کی بے انتہاء تعریف کی گئی ہو۔ میرا نام محمد میری ذات کا مظہر ہے۔ جس کی وجہ سے ان کی لعنتوں اور گالیوں کا مجھ پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔

دین کی خاطر تکلیفیں: امام الانبیاء محمد رسول اللہ ﷺ کو دعوت حق کی راہ میں گمراہوں کو لانے کے دوران ناقابل تصور تکالیف سے گزرنا پڑا دو چار واقعات کے ذکر سے آپ کو اندازہ ہوگا کہ عزم وہمت کے اس عظیم پہاڑ نے کسی موقع پر استقامت کا دامن نہ چھوڑا بلکہ اس عزم میں مزید مضبوطی آتی رہی۔ طارق بن عبداللہؓ کے بقول حضور اکرم ﷺ سوق ذی المجاز میں گزرتے ہوئے لوگوں کو لا الہ الا اللہ کہنے کی ترغیب دے رہے تھے کہ دنیا وآخرت کی کامیابی اللہ وحدہ لاشریک کو ماننے میں ہے۔ ایک بدبخت آپ کو پیچھے سے مسلسل پتھر مار رہا تھا جس سے حضور کا

جسد مبارک خون آلود ہوا۔ وہ شخص آنحضرت کی اس دعوت کے جواب میں لوگوں کو کہتا رہا **لاتطیعوہ فانہ کذاب** اسکی بات مت مانو (نعوذ باللہ) یہ جھوٹا ہے۔ عبداللہ بن عمرو بن العاص سے روایت ہے کہ ایک دفعہ ختم الرسل حطیم میں نماز پڑھ رہے تھے۔ عقبہ بن ابی معیط نے آپ کے گردن میں کپڑا ڈال کر اتنے زور سے کھینچا کہ آپ کا گلا گھٹنے لگا۔ حضرت ابوبکرؓ نے دیکھ کر عقبہ کو دھکا دیا۔ حضرت انسؓ جو آنحضرت ﷺ کی مدت دراز تک خصوصی خادم رہے۔ روایت کرتے ہیں کہ ایک موقع پر سرکار دو عالم کو اس شدت سے مارا کہ آپؐ بے ہوش ہوگئے، ابوبکرؓ بچانے کیلئے آئے تو ان کو چھوڑ کر ابوبکر کو مارنا شروع کردیا اور اتنا مارا کہ حضرت ابوبکر کا سر زخموں سے لہولہان ہوگیا۔ شقاوت وسنگ دلی میں اس حد کو پہونچ چکے تھے کہ طواف کے دوران بھی آنحضرتؐ کے ساتھ شرافت وحسن سلوک کا معاملہ گوارا نہ کرتے۔

مشرکین کا توہین آمیز رویہ: آقائے دوجہان ﷺ خانہ کعبہ کا طواف فرما رہے ہیں، اس دور میں کفار مکہ بھی اپنی محافل سجانے کے لئے خانہ کعبہ کے اردگرد آکر بیٹھ جاتے۔ جب آنحضرت ﷺ طواف میں مصروف ہوجاتے یہ بدبخت آپ ﷺ پر گندے الفاظ پر آوازیں کستے۔ اس بار ایک جگہ عقبہ، ابوجہل اور امیہ بن خلف حطیم میں بیٹھے ہوئے تھے، پہلی بار جب آپ ان کے سامنے سے گزرے، ان تینوں نے مذاق اور توہین کے لئے غیر مہذب الفاظ آپ کو سنائے۔ دوسرے اور تیسرے چکر میں بھی جب ان کے قریب سے گزرے اسی بداخلاقی کا مظاہرہ کیا۔ چہرۂ اقدس میں تغیر آکر ان سے مخاطب ہوکر فرمایا اگر تم ان نازیبا اعمال واخلاق سے باز نہ آؤ گے تو خدا کی قسم تم پر اللہ کا عذاب نازل ہوگا، یہ الفاظ فرمانے کے بعد گھر روانہ ہوئے، حضرت عثمانؓ سے روایت ہے کہ خدا کی قسم ہم نے حضورؐ کی زبان سے نکلا ہوا گفتہ دیکھ لیا کہ رب العزت نے ان کو ہمارے ہاتھوں سے ذبح کروادیا۔

محترم حضرات ان کفاروں کے حضورؐ کو پہنچاتے ہوئے اذیت ناک واقعات کی عظیم داستان وفہرست اس مختصر مجلس کے دوران بیان کرنا تو ممکن نہیں بلکہ ان تمام مصائب کا جس عزم واستقلال کا سامنا کرکے اپنے موقف کو پھیلایا اور حق ثابت بھی کردیا اس کی مثال دنیا میں کوئی اور فرد میں ملنا ناممکن ہے۔ انہی سخت ترین حالات کا سامنا حضورؐ کے جلیل القدر صحابہ کو کرنا پڑا۔ جنہیں سن کر بدن پر رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں، ان واقعات کا بیان ان شاء اللہ آئندہ کرنے کی کوشش کروں۔ آخر میں صرف یہی عرض ہے کہ اس عظیم ہستی نے اپنے اس مقدس ٹولہ صحابہ کو راہ حق پر صبر واستقامت سے رہنے کی کس طرح تلقین کی۔ امام بخاری حضرت بیان اور حضرت اسماعیل کا ایک روایت نقل کررہے ہیں، جس میں انہوں نے حضرت قیس کے ذریعہ سے حضرت خباب کا سوال اور آنحضرت ﷺ کا صبر واستقامت سے بھرا جواب اس دور کے بے ہمت مسلمانوں کے لئے عبرت کا بہت بڑا ذخیرہ موجود ہے:

سمعنا قیسا یقول سمعت خباباً یقول اتیت النبی ﷺ وھو متوسداً بردہ وھو فی ظل الکعبة ولقد لقینا من المشرکین شدة فقلت الاتدعو اللہ فقعد وھو مخمر وجھه فقال لقد کان

من قبلکم یمشط بمشاط الحدید مادون عظامه من لحم او عصب مایصرفه ذالک عن دینه ویوضع المنشار علی مفرق رأسه فیشق باثنین مایصرف ذالک عن دینه ولیتمن الله هذا الامر حتیٰ یسیر الراکب من صنعا الی حضر موت مایخاف الا الله الخ

ترجمہ: میں نے حضرت خباب سے سنا (کفار کے اذیتوں سے تنگ آ کر) کہ وہ ایک دفعہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے جبکہ آپؐ خانہ کعبہ کے سائے تلے چادر مبارک پر ٹیک لگا کر بیٹھتے تھے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ سے آپ دعا کیوں نہیں کرتے مشرکین مکہ سے ہمیں شدید مشکلات ومصائب کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ (میرے اس کہنے پر) آپؐ نے فرمایا تم سے پہلے امتوں میں (مسلمانوں پر اس طرح مظالم ڈھائے گئے کہ لوہے کی کنگھیوں کو ان کے گوشت اور پٹھوں سے گزار کر ان کی ہڈیوں تک پہونچایا گیا (کفار کا یہ بدترین سلوک بھی انہیں ان کے دین سے نہ روک سکا) کسی کے سر کے درمیان آراء رکھ کر دو ٹکڑے کر دیئے جاتے (ایسا معاملہ سے بھی ان کے دین کے بارہ میں استقامت میں کمزوری نہ آسکی) اس دین حقہ کو اللہ تعالیٰ خود ہی کمال وتمام تک پہونچائے گا کہ ایک سوار صنعا سے حضر موت تک تنہا سفر کرے گا۔ راستہ میں اسے اللہ کے علاوہ اور کسی کا خطرہ وخوف نہ ہوگا۔

صحابہ کی قربانیوں کا ثمرہ: محترم حاضرین! اسلام پھیلتا گیا صبر واستقامت کا نتیجہ تھا کہ حضور کی یہ پیش گوئی دوسو فیصدی سے بھی زیادہ سچی ثابت ہوئی' ہر طرف امن وامان کا دور دورہ تھا۔ آج ہم اسلام کے سربلندی کے لئے حقیر سی قربانی بھی پیش نہیں کر سکتے حالانکہ وعن مصعب بن سعد عن ابیه قال قلت یا رسول الله ایّ الناس اشد بلاء قال الانبیاء ثم الامثل فا لامثل یبتلی الرجل علی حسب دینه فان کان فی دینه صلباً اشتد بلاء وان کان فی دینه رقة ابتلی علی قدر دینه فما یبرح البلاء باالعبد حتی یترکه یمشی علی الارض وما علیه خطیئة (ترمذی) ترجمہ: حضرت سعدؓ نے آنحضرت ﷺ سے عرض کیا (روئے زمین پر) کون لوگ ہیں جن کو اس دنیا میں سب سے زیادہ تکالیف پہونچائے گئے۔ حضورؐ نے فرمایا انبیاء پھر وہ جوانکی مثل ہو۔ پھر وہ جوان کی مثل ہو (یعنی اطاعت الٰہی اور سنت رسول میں) ہر آدمی اپنے دین کی حیثیت کے موافق مصیبت میں مبتلا کیا جاتا ہے' اگر وہ اپنے دین پر سختی سے قائم ہے بلا اور مصیبت بھی زیادہ اور سخت ہوگی اگر وہ اپنے دین میں نرم ہے' اپنے دین کے مطابق بلا میں مبتلا ہوتا ہے اس سختی اور مصائب کے نتیجہ میں یہ شخص ایسا صاف وستھرا زمین پر چلنے والا فرد ہوتا ہے کہ اس کے تمام گناہ مٹ جاتے ہیں' معلوم ہوا دین کی راہ میں رکاوٹوں کا سامنے ڈٹ کر مقابلہ کرنے والوں کے گناہ اللہ مٹا کر درجات بلند ہوجاتے ہیں۔ انبیاء کے مقام تمام مخلوقات میں بلند ہیں۔ اسلئے ان کو بہ نسبت عام لوگوں کے تکالیف سے بہت زیادہ گزرنا پڑا۔ آیت کریمہ میں استقامت کا مظاہرہ کرنے والوں کیلئے جو بشارتیں دی گئیں' ان شاء اللہ اگلے جمعہ عرض کروں گا۔ رب کائنات مجھے اور آپ سب کو دین متین کی راہ میں پیش آنے والے مشکلات کی راہ میں عزم' ہمت اور استقامت سے مالا مال فرمادیں۔

انٹرویو: رپورٹر نعیم الحسن

امریکی تسلط سے آزادی کے لئے قوم متحد ہو جائے

نائن الیون کے فوراً بعد پرویز مشرف کو سیاستدانوں کی اکثریت کے غلط مشورے

نوائے وقت لاہور کے مجید نظامی ہال میں حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ کے حالات حاضرہ پر ایک تفصیلی خطاب اور مذاکرہ ہوا اس کی کچھ اجمالی رپورٹ نوائے وقت کے جناب نعیم الحسن صاحب کی لکھی ہوئی یہاں دی جارہی ہے جو ۱۳ مارچ ۲۰۱۱ء کو نوائے وقت سنڈے ایڈیشن میں شائع ہوئی......(ادارہ)

ممتاز عالم دین مولانا سمیع الحق مدرسہ حقانیہ اکوڑہ خٹک کے بانی مولانا عبدالحقؒ کے فرزند ہیں جن کی دینی وسیاسی خدمات ملک وقوم کے لئے گراں قدر سرمایہ ہیں۔ افغانستان میں روس کی لشکر کشی اور عالمی سیاست کی بساط پر افغان جہاد کے دوران ملک کی جن دینی جماعتوں نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اس میں ان کی جماعت جمعیۃ العلمائے اسلام اور مدرسہ اکوڑہ خٹک کے فارغ التحصیل طلبا کا نام ہمیشہ نمایاں رہا ہے۔ مولانا سمیع الحق 1937 میں اکوڑہ خٹک کے معروف مذہبی گھرانے میں پیدا ہوئے۔ دارالعلوم حقانیہ سے ابتدائی تعلیم کے بعد انہوں نے 1957ء میں دورہ حدیث کی تعلیم مکمل کی اور شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوری سے تفسیر کا علم حاصل کیا۔ اپنی دینی تعلیم سے فارغ التحصیل ہونے کے بعد ملک بھر میں تعلیم وتدریس کا جو سلسلہ انہوں نے آج سے 53 برس قبل شروع کیا تھا آج بھی اسی خشوع وخضوع کے ساتھ جاری ہے۔ 1977 میں نظام مصطفیٰ کے نفاذ کی تحریک ہو یا پھر ختم نبوت کا زمانہ انہوں نے ہر دور میں ان تحریکوں میں اہم کردار ادا کیا۔ ملک میں 1977ء کے مارشل لاء کے نفاذ کے بعد وہ مجلس شوریٰ کے رکن مقرر ہوئے' اس کے علاوہ وہ سینٹ اور قومی اسمبلی کے معزز رکن بھی منتخب کیے گئے۔ 1986ء میں مولانا سمیع الحق نے سینٹ میں شریعت بل پیش کیا جس کی سینٹ نے برسوں کی بحث کے بعد منظوری دی۔ ملک میں فرقہ واریت کا مسئلہ ہو یا پھر قومی یکجہتی کا کوئی اور سوال مولانا سمیع الحق نے ہمیشہ ملک وقوم اور دینی وسیاسی قیادت کو ایک ساتھ بٹھانے میں کلیدی کردار ادا کیا ہے۔ چند روز قبل نوائے وقت کے دورے کے موقع پر انہوں نے حمید نظامی ہال میں ایک خصوصی تقریب سے خطاب کیا اپنے خصوصی لیکچر میں انہوں نے ملک وقوم کو درپیش مسائل کے حوالے سے جن حقائق پر روشنی ڈالی ان کی تفصیلات نذر

قارئین ہیں۔

ممتاز عالم دین مولانا سمیع الحق نے خبردار کیا ہے کہ ملکی سالمیت کے ایک نکاتی ایجنڈے پر مذہبی' سیاسی و سیکولر جماعتوں کے اکابرین نے متحد ہوکر امریکی مداخلت کا راستہ نہ روکا تو ہم اپنی قومی سلامتی سے بھی ہاتھ دھو بیٹھیں گے' اس کے لئے بحیثیت قوم ہمیں امریکہ نواز پالیسی سے جان چھڑانا ہوگی' جس کے تحت سابق صدر جنرل پرویز مشرف نے نائن الیون کے بعد قوم کو ڈرا دھمکا کر اپنے لئے تائید حاصل کی اور وطن عزیز کو ایک دلدل میں دھکیل دیا۔ امریکہ میں نائن الیون اور افغانستان میں اس کی بازگشت کوئی اچانک واقعہ نہیں خطے میں اپنی مداخلت کے جواز کیلئے اس نے ایسے اقدامات کئے کہ پاکستان کو وار آن ٹیرر کے خلاف جنگ کی آڑ میں اپنے افغان بھائیوں کے خلاف لا کھڑا کیا۔ اس جنگ سے پہلے وز ستان سمیت پاکستان میں ہم نے طالبان کا نام تک نہیں سنا تھا۔ سابق صدر جنرل پرویز مشرف کے امریکہ کی حمایت میں اعلان کے بعد سے افغانستان پر پاکستان سے طالبان کے ٹھکانوں کے بہانے ہزاروں حملے کروائے گئے۔ مشرف دور میں امریکہ اور اس کی اتحادی نیٹو فورسز کی جانب سے اکا دکا ڈرون حملے ہو رہے تھے اب دن میں کئی مرتبہ ایسے حملوں میں سینکڑوں افراد کو ہلاک اور زخمی کر دیا جاتا ہے۔ نیٹو طیارے ہماری سرحدوں کی کھلے عام خلاف ورزی کر کے جس طرح ماؤں کی گود اجاڑ رہے ہیں امریکہ کی بھڑکائی ہوئی اس آگ میں مرنے والوں کے عزیز و اقارب انتظام میں دیوانہ ہو چکے ہیں امریکیوں کی لگائی ہوئی یہ آگ آج مردان اور سوات تک پھیل چکی ہے ہر روز گھروں سے اٹھنے والی میتوں سے لوگوں میں اس قدر اشتعال ہے کہ انقلاب کی دستک سنائی دے رہی ہے۔ اس قدر قتل عام تو شاید انگریز سامراج کے دور میں بھی نہیں کیا گیا ہوگا اس بات کا اندیشہ ہے کہ کسی ہدف اور قیادت کے بغیر لوگوں کا غم و غصہ کہیں سب کچھ ہی بہا نہ لے جائے۔ اس نازک صورتحال میں جب امریکہ پہلے ہی پڑوس میں پنجے گاڑھے ملکی سرحدوں کی تاک میں بیٹھا ہے اس کی کوشش ہے کہ ہیجان کی اس لہر کا رخ مخصوص مفاد کے تحت کسی اور جانب موڑ دے۔ مولانا سمیع الحق نے واضح کیا کہ امریکی عزائم اقوام عالم پر کھل کر بے نقاب ہو چکے ہیں۔ مصر اور تیونس میں عوامی احتجاج کے بعد جس طرح لیبیا میں بے چینی کی لہر امڈ آئی ہے امریکہ اپنی فوجیں وہاں بھی داخل کرنے کے بہانے ڈھونڈ رہا ہے۔ اس خطرناک صورتحال میں قومی قیادت کو پاکستان کو درپیش مسائل کا ادراک کرتے ہوئے اتحاد و یکجہتی کا مظاہرہ کرنا ہوگا۔ اس کیلئے ہم سب کو اپنے معمولی اختلافات پس پشت ڈالنا ہوں گے۔ دیوبندی' بریلوی شیعہ سنی' جملہ دینی قیادت اور سیکولر جماعتوں سمیت ملکی سطح پر عام سیاسی قائدین میں سے ہر ایک کو دوسرے کی جانب دست تعاون کا عملی ثبوت دینا ہوگا۔ ذرائع ابلاغ اور ہماری قومی قیادت اگر متحد ہو کر حکومت کو امریکہ نواز پالیسی ترک کرنے میں کامیاب ہو جاتی ہے تو ملک میں ڈرون حملے ہو سکیں گے اور نہ ہی ریمنڈ ڈیوس جیسے معاملات میں پاکستان کو ایک خود

مختار ملک ہونے کے ناطے کسی دباؤ کا سامنا کرنا پڑے گا۔ میڈیا اور ملکی سیاست میں پائے جانے والے اضطراب سے نمٹنے کیلئے ضروری ہے کہ حکومت وار آن ٹیرر سے اپنی فوری علیحدگی کا اعلان کرے۔ پارلیمنٹ میں اتفاق رائے سے منظور کی گئی قراردادوں پر عمل کیا جائے جنہیں قبل ازیں ردی کی ٹوکری کی نذر کیا جا چکا ہے۔ نام نہاد امریکی دوستی کے حکومتی دعوؤں کے نتیجے میں آج پوری قوم کو اپنی حمیت اور غیرت سے محروم ہونا پڑا ہے۔ وار آن ٹیرر امریکہ اور افغان حکومت کا معاملہ ہے ملک کو اس آگ میں دھکیل کر پوری قوم کی امن و سلامتی کو داؤ پر لگا دیا گیا ہے۔ نیٹو فورسز کی دی گئی راہداری کی وجہ سے ملک و قوم اربوں روپے کی ملکی املاک اور شاہراہوں کی تباہی کے نقصانات برداشت کر چکی ہے۔ پاکستان کو امریکہ کی کسی بھی دھمکی کی پرواہ کئے بغیر دوٹوک انداز میں اس جنگ سے خود کو الگ کرنا ہوگا ہمارے پڑوس میں ایران جیسا خود مختار ملک بھی موجود ہے جس کے سابق صدر خامینائی نے مجھے دورہ تہران کے موقع پر انکشاف کیا تھا کہ امریکہ نے انہیں بھی دھمکی دے کر اپنے مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی کوشش کی تھی لیکن ایک باوقار قومی رہنما ہونے کے ناطے انہوں نے ملکی مفاد کے خلاف اس امریکی خواہش کو مسترد کر دیا اور امریکہ اسکا آج تک کچھ نہیں بگاڑ سکا۔

مولانا سمیع الحق نے سابق فوجی سربراہ مملکت پرویز مشرف کے دور میں دینی جماعتوں اور سیاسی قیادت کے کردار کے حوالے سے بتایا کہ پرویز مشرف نے افغان عوام کی قربانیوں پر پانی پھیر کر ستمبر 2001ء میں یوٹرن لیا اور پوری قوم کو امریکہ کے ہاتھوں یرغمال بنا دیا۔ دینی جماعتوں نے اس دوران پاک افغان ڈیفنس کونسل بنا کر امریکی حملوں کی شدید مخالفت کی۔ قوم کی بدقسمتی تھی 16 ستمبر 2001ء کو مختلف جماعتی وفد کے جن 21 قائدین نے صدر جنرل پرویز مشرف سے ملاقات کی ان میں سے نوابزادہ نصر اللہ خان اور مجھ سمیت دیگر ایک دو کے علاوہ باقی تمام ان کے ورغلانے میں آ گئے کہ امریکہ حمایت نہ کرنے کی صورت میں پاکستان کو پتھر کے دور میں دھکیل دینے کی دھمکی دے رہا ہے۔ ہم نے کل بھی پرویز مشرف کے سامنے اس بات کی نشاندہی کی تھی اور آج بھی اسی موقف پر قائم ہیں کہ امریکہ پاکستان کے ساتھ دوستی کی آڑ میں ایسا کھیل کھیلنا چاہتا ہے جس سے اسے پاکستان میں بھی مداخلت کا جواز مہیا ہو جائے گا امریکہ کے بارے میں دس سال پہلے کے ہمارے اندیشوں کی آج تصدیق ہو رہی ہے' آئے روز ڈرون حملوں کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے لیکن ہمارے حکمرانوں کو اس کی کوئی فکر ہی نہیں اس کے برعکس ایک امریکی ریمنڈ ڈیوس جس نے دن دہاڑے دو پاکستانیوں کو ہماری سرزمین پر قتل کر دیا اس کی زبردستی رہائی کے لئے پوری امریکی انتظامیہ متحرک ہو چکی ہے۔ افغان جہاد کے دوران 20 لاکھ افغانی شہید کر دیئے گئے ہمارے ہم وطنوں نے 50 لاکھ افغان کو اپنے ہاں پناہ دی لیکن سابق صدر جنرل پرویز مشرف نے امریکیوں کے ساتھ مل کر ایک ہی فیصلے سے ان تمام قربانیوں پر پانی پھیر دیا۔ افغان قوم کی دفاع پاکستان کے لحاظ سے اہمیت سے بھی کسی طرح انکار نہیں کیا جا سکتا' اس

کے برعکس امریکہ موقع پا کر پاکستان میں مداخلت سے بھی باز نہیں رہے گا۔ان مسائل کا پاکستان میں امن وسلامتی سے گہرا تعلق ہے وطن عزیز کوامریکی تسلط سے نجات دلانے کی اشد ضرورت ہے۔افغانستان میں امن کی بحالی کیلئے ہونے والی کوششوں کی ہم بھرپور حمایت کرتے ہیں' سابق افغان صدر سید برہان الدین ربانی سے اکوڑہ خٹک میں ہونے والی ملاقات کے حوالے سے انہوں نے واضح کیا کہ افغانستان میں امن مذاکرات کے لئے موجودہ صدر حامد کرزئی اور امریکیوں کو کسی کا تعاون بھی درکار ہو وہ اس کے لئے ضرور پیش رفت کریں لیکن مذاکرات کی کامیابی کے لئے بنیادی اقدامات کرنا ضروری ہیں۔ جب تک سابق افغان حکومت کے عہدیداروں کو بگرام اور گوانتانا موجیل سے رہا کر کے میز کے گرد نہیں بٹھایا جاتا یہ مذاکرات بارآور ثابت نہیں ہوں گے۔امریکہ نے سابق افغان قائدین کے سروں کی کروڑوں روپے کی قیمت لگا رہی ہے جو اس وقت زیرزمین ہیں اگر ان کو سلامتی کی ضمانت ہی حاصل نہیں تو وہ ان مذاکرات میں کیسے کوئی مفید کردار ادا کر سکتے ہیں۔افغان صدر حامد کرزئی اور امریکیوں کو بحالی امن کے سلسلے میں اپنی خلوص نیت ثابت کرنے کے لئے ان لوگوں کو بھی مذاکرات میں نمائندگی دینا ہوگی جو سابق افغان حکمران ملاعمر کے ہاتھ پر بیعت کر چکے ہیں' افغانستان میں مذاکرات کا عمل جس طبقے کے ساتھ بھی جاری ہے خواہ وہ طالبان ہوں یا کوئی اور ان کا اعتماد بحال کرنا ضروری ہے۔جس کے لئے امریکیوں اور نیٹو فورسز کا افغانستان سے انخلا بنیادی اہمیت رکھتا ہے۔ہم نے سابق صدر برہان الدین ربانی کی مصالحانہ کوششوں کی تعریف کرتے ہوئے ہر قسم کے تعاون کی پیش کش کی ہے۔اس مقصد کے تحت پاکستان کے لئے بھی ضروری ہے کہ وہ پکڑ دھکڑ بند کر دے اور فریق نہ بنے اس کے ساتھ ساتھ مذاکرات کو کامیاب بنانے کے لئے ترکی' سعودی عرب' ایران اور دبئی سمیت دیگر ممالک میں سے جہاں کہیں بھی امن کی تلاش کے لئے جانا پڑے گا ہم اپنی تمام صلاحیتوں کو اس کے لئے وقف کر دیں گے اور رائے عامہ کو ہموار کرنے کا عمل جاری رکھیں گے۔ہم اپنے سابقہ موقف پر آج بھی بدستور قائم ہیں کہ ملک کیلئے امریکہ نواز پالیسی کبھی فائدہ مند نہیں ہو سکتی۔دیگر تمام مسائل بھی اسی کا نتیجہ ہیں چنانچہ جب تک ہم کنوئیں سے کتا نکال باہر نہیں کرتے کتنا بھی پانی نکال لیں یہ پاک نہیں ہوسکتا۔

ماضی میں ہماری اپنی کوششوں سے متحارب گروپوں کے ساتھ کئی معاہدے بھی طے پائے لیکن معاہدے طے پانے کے ساتھ ہی امریکی اور نیٹو فوج نے ڈمرون حملے کر کے بحالی امن کے لئے ہماری کوششوں کو سبوتاژ کر دیا۔ مولانا سمیع الحق نے واضح کیا کہ افغان قوم آزادی کی جنگ لڑ رہی ہے جسے پاکستان میں اپنے مسلمان بھائیوں کی ہر طرح سے اخلاقی امداد حاصل ہے اور اس سلسلے میں نوائے وقت کے سربراہ جناب مجید نظامی کا کردار ان کے اخبار میں ہمیشہ زندہ وجاوید رہے گا۔

حضرت مولانا عبدالماجد دریابادیؒ

کیا نظر تھی جس نے مردوں کو مسیحا کر دیا

کسی مسلمان طبیب کو نسخہ لکھتے آپ نے دیکھا ہے' معالج کوئی اکیلے مسلمان تھوڑے ہی نہیں' حکیم' ڈاکٹر' وید کے پیشے میں ہر مذہب اور ملت کے لوگ ہیں' سوال مسلمان طبیب کے نسخے کے باب میں ہے' ہاں تو مسلمان طبیب نسخہ لکھنے کو قلم اٹھاتا ہے تو شروع دوا سے نہیں کرتا' دعا سے کرتا ہے۔ قبل اس کے کہ نام ایک دوا کا بھی لکھے' نام دوا اور تاثیر دوا کے خالق کا لیتا ہے اور سب سے پہلے نسخے کی پیشانی پر ہوالشافی لکھتا ہے! مریض کو سناتا ہے کہ شفا کہیں میرے ہاتھ میں نہ سمجھ لینا وہ اختیار اور قدرت میں تو کسی اور ہی کے ہے' میں تو ایک بے بس اور بے جان واسطہ ہوں' اپنے نفس کو بتاتا ہے کہ تاثیر دواؤں میں نہیں' دواؤں کے خالق میں ہے' میں خود کیا چیز ہوں جو کچھ بھی ہے میرا پروردگار ہی ہے' دنیا پر اعلان کرتا ہے کہ شفا کسی دیوی' دیوتا کے بس میں نہیں' ان کے ان کے ہاتھ میں نہیں' صرف ایک مالک و مولیٰ' قادر و مختار کے ہاتھ میں ہے۔

طب کو طب ''یونانی'' کہتے ہیں اور یونان معلوم ہے کہ دینداروں اور متقیوں کی نہیں' مشرکوں اور بت پرستوں کی بستی تھی' وہاں تو پوجا صحت و شفا کے دیوتا عسقلیپوس کی ہوتی تھی' اور منتیں اور نذریں اس کی لڑکی ہائی جیا (Highiea) کے مندر پر چڑھائی جاتی تھیں۔ (انگریزی لفظ ''ہائی جین'' جو علم حفظان صحت کے معنی میں مستعمل ہے اسی دیوی کے نام سے مشتق ہے) وہاں کا طبیب اعظم بقراط تو توحید کے نام سے بھی شاید ناآشنا ہو' اور مشہور عالم' ماہر فن جالینوس شرک کے مندر کا پجاری تھا' اس کافر کو مومن بنانا' اس مشرک سے کلمہ توحید پڑھا دینا کام فرزندان اسلام کا تھا۔ اعجاز خود دین فطرت کا تھا۔ جس چیز کو چھویا اسے اپنایا' جس راستے سے گزر ہو گیا' ادھر سے خوشبو توحید کی آنے لگی' جس عمل میں ہاتھ لگا دیا' اسے عبادت بنا دیا۔ نسخے ہندو اور عیسائی' یہودی اور پارسی' سکھ اور جین' سب ہی لکھتے ہیں اور اپنے نزدیک خلق خدا کی خدمت کرتے رہتے ہیں' مسلمان کے قلم نے اس نسخہ نویسی کو بھی براہ راست خالق اکبر کی عبادت بنا دیا۔

اشخاص میں افراد میں انقلاب پیدا ہوتے سب ہی نے دیکھا ہے' جماعتی' گروہوں' طبقوں تک کی کبھی کبھی کایا پلٹ ہو جاتی ہے' لیکن علم و ادب کا نقطہ نظر بدل دینا' فنون و صنائع کا رخ ہی سرے سے پلٹ دینا' ایک اشارے سے سفلیات کو علویات کا رنگ دے دینا' فرشی کو عرشی بنا دینا' یہ کارنامہ ہے بے مثال اور بے مثل ہماری تاریخ کا' اکیلی

طب پر موقوف نہیں' فلسفہ اور منطق اور ہیبت اور خدا معلوم اور کیا کیا خاک بلا' ہم نے دوسروں ہی سے لیا' منکروں اور مشرکوں ملحدوں اور بے دینوں سے لیا اور دم کے دم کیا سے کیا کردیا!

خود نہ تھے جو راہ پر' اوروں کے ہادی بن گئے
کیا نظر تھی' جس نے مردوں کو مسیحا کردیا

جو گمراہیوں کے گڑھ تھے' وہی رشد و ہدایت کے مرکز بن گئے' جو راستے کا خشک اور مردہ پتھر تھا' وہ ہیرے کی چمک دمک کے ساتھ جی اٹھا! اور جو عنصری تھا' اسے زیادہ سے زیادہ ملکوتی بنادیا تھا۔ ایک دور وہ تھا اور ایک دور یہ ہے کہ تہذیب جاہلی کی تجدید کے ساتھ' انسانیت کا ہر عنصر درندگی میں تبدیل ہوگیا' اور مطمع نظر بجائے ملکوتیت کے بہیمیت قرار پاگیا' وہی چوپایوں کی طرح علوم کو نوچ لینے' پھاڑ کھانے میں انہماک' وہی جانوروں کی طرح حیوانی خواہشوں کی تکمیل کے بعد سو رہنے' پڑ رہنے کی عادت' وہی چرندوں اور پرندوں کی طرح دوڑ بھاگ' اچک پھاند اور اڑان کی تیزی کو حاصل ترقیات اور خلاصہ کمالات سمجھنے کی خصلت اور ٹھیک وہی بے ہوشی اور بے خبری اور اجنبیت فرشتوں کے نام سے' اللہ کے احکام سے' جنت کے ذکر سے آخرت کی فکر سے!!!

دعوتِ ملاقات

دیسی علاج کو انگریزی علاج کی ماں کہا جاتا ہے' چنانچہ جس طرح ماں کے دامن میں ہی حقیقی خیر و عافیت ہوتی ہے' اسی طرح بغیر کوئی دوسرا نقصان پہنچائے مستقل علاج دیسی علاج ہی ہے۔ میں نے پہلے یونانی فارمیسی بنائی' بارہ سال کے عرصہ میں لاکھوں مریضوں کی ادویات پورے ملک میں حکماء اور ڈاکٹر حضرات کو سپلائی کیں۔ پھر راولپنڈی' لاہور سکھر اور حیدرآباد میں مختلف مطبوں پر بطور طبیب ملکی وغیر ملکی کم از کم ایک لاکھ مریضوں کا کامیاب علاج کیا۔ اسی طرح لاہور کے طبیہ کالج میں علم القابلہ امراض نسواں' امراض خاص مردانہ کا لیکچرار رہا ہوں' دو ایوارڈ اور ایک گولڈ میڈل حاصل کرچکا ہوں۔ شفاء اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے' تاہم خداداد قابلیت اور ذہانت کی بناء پر درج ذیل امراض کے کامیاب علاج کا یقین دلاتا ہوں۔

امراضِ مردانہ: بغیر نشہ آور ادویات یا کشتہ جات دیئے امراض مردانہ کا کامیاب علاج کیا جاتا ہے۔

امراضِ زنانہ: ایام کی خرابی' لیکوریا' اٹھرا کا علاج کرکے بانجھ خواتین کو صاحب اولاد ہونے کے قابل بنایا جاتا ہے۔

امراضِ بچگانہ: سوکھے اور لاغر بچوں کو صحتمند کیا جاتا ہے' نہ چل پھر سکنے والے بچے چلنے لگتے ہیں' نہ بول سکنے والے بچے بولنے لگتے ہیں۔ دماغی امراض: جنون' مالیخولیا' بے خوابی' نسیان اور اعصابی کمزوری کا کامیاب علاج کیا جاتا ہے۔

زہروں کا تریاق: بواسیر' سوزاک' آتشک کا کامیاب علاج موجود ہے۔ (بفضل تعالیٰ)

پڑھے لکھے طبقے کو میری خصوصی دعوت ہے' قرب و جوار کے مریض آنے سے قبل فون کرکے وقت لے لیں۔ دور دراز کے مریض مرض اور علامات کے متعلق تفصیلی خط لکھ کر بذریعہ ڈاک منگوا سکتے ہیں۔

حکیم حاجی عبدالکریم بھٹی' نئی منڈ ڈھبیب آباد تحصیل پتوکی ضلع قصور' 0345-7545119 - 0300 8841778

جنرل مرزا اسلم بیگ
سابق چیف آف آرمی سٹاف' پاکستان

عالم عرب میں اٹھتے انقلابات کی اصل وجوہات

شمالی افریقہ اور مشرق وسطی کا خطہ آمرانہ نظام سے چھٹکارا حاصل کرنے اور آزادی و معاشرتی انصاف کے نئے دور سے ہم آہنگ ہونے کیلئے شدید جدوجہد سے دوچار ہے جہاں کے بگڑے ہوئے معاشرتی نظام میں توازن لانے کیلئے نئے نئے انقلاب جنم لے رہے ہیں۔ دراصل ان واقعات اور حادثات کے پیچھے مشیت ایزدی کارفرما ہے جسے اپنی مخلوق پر ظلم اور ناانصافی پسند نہیں جیسا کہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے: ''اگر اللہ تعالی لوگوں کو ایک دوسرے کے خلاف روک نہ دیتا تو (راہبوں کے) صومعے اور (عیسائیوں کے) گرجے اور (یہودیوں کے) عبادت خانے اور (مسلمانوں کی) مساجد' جن میں کثرت سے اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے' گرائی جاچکی ہوتیں۔'' (سورۃ الحج' آیۃ ۴۰)
اسکی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالی کو اپنی مخلوق سے بہت پیار ہے اور کسی بھی جابر حاکم کی جانب سے لوگوں پر ڈھائے جانے والے مظالم کو ہرگز معاف نہیں کرتا۔ اللہ تعالی چاہتا ہے کہ تمام مذاہب و مسالک کے لوگ سچائی' امن اور معاشرتی انصاف کے اصولوں پر یقین محکم رکھتے ہوئے اس کی مخلوق سے محبت کا عملی نمونہ پیش کریں لیکن جب ظلم حد سے بڑھ جائے تو رحمت خداوندی جوش میں آتی ہے اور ظلم کے ہاتھ روک دئے جاتے ہیں۔ ماضی قریب میں دو ایسے اہم واقعات رونما ہوئے ہیں جن میں جابر قوموں کو انسانیت پر ڈھائے جانیوالے مظالم کی پاداش میں نمونہ عبرت بننا پڑا۔

ایک مثال ہے ہٹلر کی جس نے طاقت کے نشے اور جرمن قوم کو دیگر اقوام عالم سے ارفع و اعلی مقام کی حامل ہونے کے زعم میں مبتلا ہو کر عالمی امن کو تہہ و بالا کر دیا اور ناقابل تلافی جانی و مالی تباہی پھیلائی لیکن ''قوموں کے اتحاد'' نے اس کے جبر و استبداد کو صرف پندرہ سال کے عرصے میں خاک میں ملا دیا۔ قوموں کے اتحاد میں شامل فاتح ہونے کے باوجود جنگ کی تباہ کاریوں کی وجہ سے برطانیہ اور یورپ کی شہنشاہیت بھی کمزور ہو گئی جس سے کثیر تعداد میں محکوم ممالک میں آزادی کا سورج طلوع ہوا جن میں اکثریت مسلمان ممالک کی تھی۔ اس طرح عالمی سطح پر طاقت کے مرکز میں جو خلا پیدا ہوا' اسے ریاستہائے متحدہ امریکہ نے پر کیا اور اقوام عالم سے معاشرتی انصاف' آزاد تجارت اور جمہوری اقدار کی پاسداری کا وعدہ کیا لیکن بدقسمتی سے طاقت کا بھوت سوار ہوا اور امریکہ نے ان مقدس وعدوں سے انحراف کرتے ہوئے اپنی عالمی برتری اور بالادستی کے خواب کی تکمیل شروع کر دی۔ اس طرح پوری دنیا میں سات سو سے زائد فوجی اڈے قائم کئے گئے اور اقوام متحدہ اور اس کے مالی اداروں کو اپنے کنٹرول میں کیا اور خوددار اور نہ جھکنے والے ممالک

کے خلاف ان اداروں کو اقتصادی ہتھیار کے طور پر استعمال کیا اور ان پر تباہ کن اثرات کی حامل اقتصادی پابندیاں عائد کر کے انہیں جھکنے پر مجبور کیا۔

دوسری مثال ہے امریکی سامراج کی کہ جب برطانوی اور یورپی سامراج کی جگہ اس نے لے لی اور مشرق وسطی اور وسطی ایشیا کے خطے کو طاقت کے زور پر عالمی برتری قائم کرنے کے لئے سرد جنگ کا میدان بنادیا تو سویٹ یونین امریکہ کے بڑھتے ہوئے اثرورسوخ کے خطرے کے سدباب کیلئے افغانستان پر حملہ آور ہوا اور قبضہ کرلیا جس کے خلاف 'امریکہ نے ستر ممالک سے جہادیوں کو ترغیب دے کر افغانستان کے جہاد پر آمادہ کیا'۔ اس طرح روسیوں کو افغانستان سے ذلت آمیز طریقے سے پسپا ہونا پڑا لیکن اس آٹھ سالہ جنگ کے نتیجے میں جہادی قوتوں نے 'عالمی اسلامی مدافعتی قوت' کی صورت اختیار کرلی جس کا بنیادی مقصد مسلم ممالک پر غیر ملکی قبضے کے خلاف مزاحمت کرنا ہے۔

افغانستان سے روس کی پسپائی نے امریکہ کے عالمی طاقت بننے کے خواب کو نئی جہت عطا کی اور پھر 9/11 کے سانحہ سے اسے عراق و افغانستان پر حملہ کر کے قبضہ کرنے کا جواز مل گیا لیکن 'عالمی اسلامی مدافعتی قوت' نے صرف دس سال کے قلیل عرصے میں عراق و افغانستان پر جارحیت کا اارتکاب کرنے والوں کے ناپاک عزائم خاک میں ملا دیئے جبکہ ہٹلر کو شکست دینے کیلئے اقوام عالم کو پندرہ سال کا عرصہ لگا تھا۔ اب جبکہ امریکی طاقت شکست کھا چکی ہے اور زوال پذیر ہے تو امریکہ کی آشیرباد سے قائم آمرانہ حکومتوں کے عوام میں آزادی اور معاشرتی انصاف کی تڑپ جاگ اٹھی ہے اور مشیت ایزدی سے عالم اسلام میں معاشرتی توازن قائم ہورہا ہے۔ جہاں گذشتہ تیس سالوں سے غیر ملکی جارحیت کے سبب قتل و غارت گری کا بازار گرم ہے جس کے نتیجے میں ساٹھ لاکھ سے زائد بے گناہ مرد' عورتیں اور معصوم بچے بے دردی سے ہلاک کئے جاچکے ہیں۔ ریاستی دہشت گردی کی یہ بدترین مثال ہے' جسے چھپانے کیلئے الٹا مظلوموں کو دہشت گرد کہہ کر انہیں موردالزام ٹھہرایا جاتا ہے۔ بلاشبہ امریکہ روبہ زوال طاقت ہے لیکن اس کے باوجود وہ ۱۹۴۵ء کی نسبت کہیں زیادہ طاقتور اور اس بات کا اہل ہے کہ آمرانہ نظام کے خلاف بغاوت کرنے والی قوتوں کو معاشرتی انصاف' آزادی اور جمہوریت دلانے کیلئے اہم کردار ادا کرے۔ محکوم اقوام کو ان کا پیدائشی حق دلانے کے اس لمحے امریکہ تنہا نہیں ہے بلکہ دیگر طاقت کے مراکز مثلاً چین' یورپ' روس اور جاپان پر بھی اتنی ہی ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ آمر و جابر شہنشاہوں کے بجائے محکوم اور مظلوم عوام کا ساتھ دیں اور انہیں آزادی دلائیں۔

ان اہم واقعات اور تبدیلی کے تقاضوں کو بھی سمجھنا بہت ضروری ہے۔ آمریت سے بغاوت کرنے والوں کے طریقے اور سوچیں مختلف ہوتی ہیں لیکن ان کا ہدف اور منزل ایک ہی ہے' یعنی آزادی۔ مشرق وسطی میں ظہور پذیر ہونے والے یہ انقلاب' عالمی اقتصادی توازن کو تیل کی دولت سے مالا مال خطے کی جانب موڑ دیا ہے ہیں کیونکہ آزادی کی ان تحریکوں کا فیصلہ بھی یہیں ہونا ہے۔ ان انقلابات کے وقوع پذیر ہونے کی چند اہم وجوہات مندرجہ ذیل ہیں:

☆ افغانستان اور عراق میں شکست کے بعد امریکہ کی زوال پذیر ساکھ اور حزب اللہ کے ہاتھوں اسرائیل کی

ذلت و رسوائی نے آمریت تلے دبے ہوئے کمزور عوام کو امریکہ کی پسپا ہوتی ہوئی قوت کے خلاف اٹھ کھڑا ہونے کا ولولہ تازہ عطا کیا ہے۔ عالمی طاقتوں کی جانب سے عوام کی آواز کو دبانے اور ان کا خون نچوڑنے والے آمروں اور ڈکٹیٹر حکمرانوں کے خلاف عوام کی جدوجہد کا آغاز ہے۔

☆ یہ زمانہ انفارمیشن ٹیکنالوجی کا ہے اور آج کی نسل سائبر جنریشن (Cyber Generation) کہلاتی ہے جسے فیس بک (Face Book) 'ٹیوٹر (Twittor) اور یوٹیوب (U.Tube) جیسی سہولتیں حاصل ہیں جو میڈیا کے سیلاب نے ان کو گھر کی دہلیز پر مہیا کی ہوئی ہیں۔ اس ٹیکنالوجی کے اثرات بڑے ہمہ گیر ہیں جن کی وجہ سے نوجوانوں کی سوچ اور ان کی ترجیحات بدل چکی ہیں۔

☆ اسلامی بنیاد پرستی کے بے بنیاد خوف اور اسلامی انتہا پسندی کو روکنے کیلئے وسائل کے بے دریغ استعمال نے انقلابی قوتوں کو ابھارا ہے اور عوام کے احساس محرومی میں اضافہ اور شدت پیدا کرنے کا سبب بنا ہے۔ ان کو احساس ہے کہ اس ناانصافی کے سبب وہ بہت پیچھے رہ گئے ہیں اور اب نئے زمانے کے ساتھ انہیں ہم قدم ہونا ہے۔ ان کا پیغام ہے کہ 'امریکہ اور اس کے اتحادی تاریخ کی غلط سمت پر کھڑے ہیں جسے درست کرنے کی اشد ضرورت ہے۔

☆ عالمی اسلامی مدافعتی قوت کو دہشت گردی سے تعبیر کرنا خودفریبی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ ایسی تحریک آزادی ہے جو مستقل نہیں ہے کیونکہ اس کے اغراض و مقاصد' عراق و افغانستان سے غیر ملکی قبضہ ختم کرانے تک محدود ہیں اور جب مسلم ممالک غیر ملکی تسلط سے آزاد ہو جائیں گے تو مجاہدین اپنے اپنے ممالک کو واپس لوٹ جائیں گے جہاں سے وہ آئے تھے لیکن شاید ڈیڑھ سو کے لگ بھگ القائدہ کے بھٹکے ہوئے لوگ باقی رہ جائیں گے جو عالمی طاقتوں کو اپنی تلاش میں مصروف رکھیں گے۔

آج کا ہر ابھرتا ہوا انقلاب ایک دوسرے سے مختلف ہے لیکن اسکے باوجود ان میں کافی حد تک مماثلت پائی جاتی ہے مثلاً:

☆ نئی نسل ان تحریکوں کا ہراول دستہ ہے' جن کی نہ تو اپنی مضبوط قیادت ہے اور نہ ہی کوئی مستحکم سیاسی بنیاد ہے۔

☆ عوام کی یہ جدوجہد اسرائیل' اسلام یا مغرب کے خلاف نہیں بلکہ ان کا ہدف آزادی' معاشرتی انصاف اور جمہوری نظام قائم کرنا ہے۔

☆ انقلاب کا بنیادی مقصد غیر ملکی آقاؤں کے غلام حکمرانوں سے نجات اور عنان حکومت حقیقی عوامی نمائندوں کے حوالے کرنا ہے۔

امریکہ اور اس کے اتحادیوں کو ذمہ داری کا احساس کرتے ہوئے ماضی کی ناکام پالیسیوں پر نظرثانی کرنے کی ضرورت ہے' جن کے سبب مسلمانوں میں ان کے خلاف نفرت پائی جاتی ہے جن کی وجہ سے آج عالمی امن تہہ و بالا ہو کر رہ گیا ہے۔ اب وقت ہے کہ ماضی کی غلطیوں کا نئے دور کے تقاضوں کے مطابق محاسبہ کر کے ان کا ازالہ کیا جائے۔ وہ صحیح راستہ کیا ہے؟ اس کی مثال موجود ہے کہ کس طرح عوامی جمہوریہ چین نے تین بنیادی اصولوں پر عمل کر

کے عالمی بھائی چارے،اور امن وانصاف کے قیام کی درخشندہ مثال قائم کی ہے۔وہ بنیادی اصول یہ ہیں:

☆ تمام ممالک کے ساتھ امن وامان (Peace) قائم کرنا، خواہ کوئی دشمنی کی راہ پر کیوں نہ چل رہا ہوں۔

☆ ہر ایک ملک سے اقتصادی تعاون (Cooperation) قائم کرنا

☆ اختلافات کے باوجود تمام ممالک کے ساتھ مسلسل روابط (Engagement) قائم رکھنا۔

<u>بقیہ تبصرہ کتب (صفحہ ۶۴ سے)</u> جس نے لادین صحافت کے سامنے بند باندھ لیا ہے اسی سلسلۃ الذھب کی ایک کڑی سہ ماہی الزیتون ہے جو کہ اعلیٰ علمی معیاری اصلاحی تحقیقی تاریخی اور ادبی مقالات پر مشتمل ہے اس میں پیر طریقت شیخ عبدالغفور وزیرستانی مدظلہ کے فرمودات وملفوظات کا مستقل سلسلہ بھی ہے جو کہ ذوق تصوف رکھنے والوں کیلئے ایک قیمتی ونادر سوغات ہے۔انشاء اللہ اسی مجلّہ کا صحافتی وعلمی حلقوں میں بھرپور خیر مقدم کیا جائیگا۔رسالہ کے روح رواں دارالعلوم حقانیہ کے نوجوان فاضل مولانا سید حبیب اللہ حقانی مدرس جامعہ ابوہریرہ نوشہرہ ہیں۔ان کی صلاحیتوں میں روز بروز ماشاءاللہ اضافہ ہو رہا ہے۔اللہ کرے زور قلم اور زیادہ۔

کتاب: الھادی الی حل السراجی (اردو شرح سراجی) مؤلف : مولانا مفتی محمد سردار ولی صاحب

ضخامت: ۳۵۸ صفحات ۔ قیمت: درج نہیں ناشر: مکتبہ العلوم، سلام مارکیٹ، بنوری ٹاؤن کراچی

علم مواریث اور علم الفرائض کی شرافت وفضیلت کیلئے یہی کافی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے احکام کو خود تفصیلی طور پر بیان کر کے نازل فرمائے ہیں اور حضور ﷺ نے اس کو نصف العلم قرار دیا ہے، صحابہ کرامؓ میں علم فرائض کے ماہر کچھ مخصوص افراد تھے، ائمہ اربعہ نے اس کے اصول وضوابط کو شرح وبسط کے ساتھ بیان فرمایا۔علم الفرائض کی تصنیفات میں سراجی اپنی شہرت وافادیت میں محتاج تعارف نہیں، اسے ''الفرائض السراجیہ'' اور ''فرائض سجاوندی'' بھی کہا جاتا ہے، محقق مصنف کی ژرف نگاہی، تحقیق وجستجو اور ان کے معجز قلم نے اب تک زمانے کو اس کی نظیر پیش کرنے سے عاجز کر رکھا ہے۔بڑے بڑے محقق علماء کرام نے اس کی شرح لکھ کر اس کی افادیت ونافعیت کو عام کیا ہے۔ہمارے معزز ومکرم مولوی مفتی محمد سردار ولی سلمہ اللہ تعالیٰ نے بھی محققین ومصنفین کی اس فہرست میں اپنا نام شامل کر کے اس عظیم کتاب پر ''الھادی الی حل السراجی'' کے نام سے بہترین شرح لکھی ہے، عبارت پر اعراب، سلیس اور عام فہم ترجمہ مختصر مگر جامع تشریح، شریفیہ، کتب فرائض وفتاویٰ سے استفادہ، ہر مسئلے کا حل، ذوی الفروض کے احوال کا وجہ حصر، اور تمام احوال کا آخر میں جدول، اور بہترین تمرینات، جیسی صفات سے مزین اردو شروحات میں سے ایک ہے۔امید قوی ہے کہ معلمین و متعلمین کے لئے یکساں مفید ہوگی، اللہ تعالیٰ مؤلف موصوف کے علم وعمل اور قلم میں مزید ترقی عطا فرمایئے اور مکتبہ العلوم بنوری ٹاؤن کراچی کی کوشش کو بھی قبول فرمائیں، جنہوں نے بہترین ٹائٹل، اعلیٰ کاغذ کے ساتھ شائع کر کے تشنگان علوم دینیہ کو سامان علم مہیا کیا۔امین

شیخ مصطفیٰ سباعی
ترجمہ: قیصر حسین ندوی

مساوات انسانی کی عملی تصویر

آج سے تقریباً سوا چودہ سو سال پہلے اسلام نے اخوت و مساوات کے اصول وضابطے کا ان الفاظ میں اعلان کیا تھا ان اکرمکم عنداللہ اتقاکم (یقیناً تم میں وہی اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ معزز ہے تم میں جو سب سے زیادہ متقی ہو)

اور نبی کریم ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر اپنے خطاب میں فرمایا تھا: ''تمام لوگ آدم کی اولاد ہیں اور آدم مٹی سے بنے ہیں کسی عربی کو کسی عجمی پر اور کسی کالے کو کسی گورے پر کسی طرح کی کوئی فضیلت و برتری حاصل نہیں ہے۔ مگر تقویٰ کے ذریعہ'' یہ اعلان صرف ان اصول وضوابط کی حد تک محدود نہیں رہا جن کا مختلف مواقع و مناسبات میں اعلان کیا جاتا ہو۔ جیسا کہ آج نئی تہذیب کے علمبرداروں کا حال ہے کہ ان کے سارے اعلانات اصول وضابطے کی حد تک محدود ہوتے ہیں اور عملی و تطبیقی میدان سے ان کا دور کا بھی وابستہ نہیں ہوتا ہے بلکہ اس کا اسی وقت سے سو فی صدی نفاذ تھا' مسجدوں میں نافذ کیا گیا جس کے نتیجہ میں حاکم و محکوم' آقا و غلام امیر و مامور' غنی و فقیر' کالے اور گورے بغیر کسی تفریق و امتیاز اور تردد کراہت کے اپنے رب کریم کے سامنے نہایت عاجزی وانکساری کے ساتھ کھڑے ہوتے ہیں۔

بندہ و صاحب و محتاج و غنی ایک ہوئے   تیرے دربار میں پہنچے تو سبھی ایک ہوئے

اب اس طرح حج میں پوری دنیا کے سارے مسلمان رنگ و نسل کی تمیز اور کالے گورے کے مابین تفریق کے بغیر ایک ہی ہیئت اور ایک ہی لباس میں اپنے خالق و مالک کے حضور میں حاضر ہوتے ہیں' عدل و انصاف و اخوت و مساوات کی سب سے اعلیٰ وارفع مثال ہمیں فتح مکہ کے دن نظر آتی ہے جبکہ نبی کریم ﷺ نے حضرت بلال حبشیؓ کو خانہ کعبہ پر چڑھ کر اذان اور کلمہ توحید کے اعلان کا حکم دیا' حالانکہ کعبہ عربوں کے یہاں دور جاہلیت میں بھی حرم مقدس رہا ہے اور یہ اسلام میں بھی قابل صد تعظیم واحترام قبلہ ہے لہٰذا اس پر ایک کالا حضرت بلالؓ جیسا حبشی غلام کیسے چڑھ سکتا ہے لیکن اسلام نے ان کو یہ حق دیا' اس طرح کی یا اس سے قریب تک کی مثال دنیا کی کسی قوم و ملک میں کمیاب ہی نہیں بلکہ ناپید ہے' لیکن اسلامی تہذیب نے آج سے تقریباً سوا چودہ سو سال پہلے اخوت و مساوات کی ایسی عملی و اعلیٰ مثال پیش کی جس کی نظیر دنیا کی انسانی تاریخ میں نہیں ملتی' ہے حضرت بلالؓ کا خانہ کعبہ کی چھت پر چڑھنا اس بات کا اعلان تھا کہ انسان

سب سے اشرف اور باعزت مخلوق ہے اور وہ اپنے علم اپنی عقل اپنے اخلاق وعادات اور ایمان ویقین کی وجہ سے اس عزت وشرف کا مستحق ہے نہ کہ کالے گورے ہونے کی وجہ سے۔ لہٰذا کسی انسان کے پاس اگر عمل نہ ہو تو اس کا گورا ہونا اسے آگے نہیں بڑھا سکتا اور نہ کسی انسان کو اگر اس کی عقل وذہانت' محنت ومشقت آگے بڑھادے تو اس کا کالا ہونا اسے پیچھے نہیں کرسکتا۔

یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت ابوذرؓ جو آپ ﷺ کے نہایت معزز جلیل القدر صحابی تھے' کے لئے پسند نہیں فرمایا کہ وہ کسی ساتھی کو ''اے کالی کی اولاد'' کہیں بلکہ آپ نے ان کی زبردتوبیخ کی اور نہایت ناراضگی کا اظہار فرمایا اور کہا: ''کیا تم نے اس کو اس کی ماں کے کالے ہونے کا عار دلایا ہے؟ یقیناً تم ایک ایسے آدمی ہو جس میں ابھی بھی جاہلیت باقی ہے''

اسلامی عدل وانصاف اخوت ومساوات کی دو چار نہیں سو ہزار نہیں بلکہ بے شمار مثالیں اسلامی تاریخ میں ملتی ہیں' ان میں سے ایک یہ ہے کہ جب مسلمان مصر کی فتح کے لئے گئے اور اندر تک گھس گئے تھے حتیٰ کے بابلیون کے قلعہ کے سامنے کھڑے ہوگئے۔ تو مقوقس نے مسلمانوں سے گفتگو کرنے کی خواہش ظاہر کی اور ان کے پاس ایک وفد مسلمانوں کے مصر آنے کا مقصد معلوم کرنے کے لئے بھیجا اور مسلمانوں سے بھی ایک وفد کا مطالبہ کیا تو عمرو بن العاصؓ نے جو اس وقت اسلامی فوج کے سپہ سالار تھے دس آدمیوں کا ایک وفد مقوقس کے پاس بھیجا جن میں عبادہ بن صامتؓ بھی تھے حضرت عبادہ بن صامتؓ لمبے قد کے تھے اور نہایت کالے تھے حضرت عمرو بن العاصؓ نے حکم دیا کہ وہی مقوقس سے بات کریں گے جب وفد مقوقس کے پاس پہنچا اور حضرت عبادہؓ بات کے لئے آگے بڑھے تو مقوقس کالے ہونے کی وجہ سے ان سے ڈر گیا اور کہا کہ اس کالے کو ہم سے دور کرو اور دوسرے کو مجھ سے گفتگو کے لئے آگے کرو' وفد کے سارے لوگوں نے کہا کہ یہ کالا ہم میں رائے اور علم کے اعتبار سے سب سے افضل ہے' یہ ہمارے سردار ہیں' ہم میں سب سے بہتر اور مقدم ہیں ہم سب ان کی رائے اور قول کی طرف رجوع کرتے ہیں' ہمارے امیر نے انہیں کو امیر بنایا ہے اور ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم انکے قول ورائے کی مخالفت نہ کریں' تو اس نے کہا کہ تم لوگ کیسے راضی ہوگئے کہ یہ کالا تم میں سب سے افضل ہو؟ اسے تو تم لوگوں سے کمتر ہونا چاہیے مسلمانوں نے کہا ہرگز نہیں وہ اگرچہ کالے ہیں لیکن مقام ومرتبہ میں عمل وعقل میں اور رای میں ہم سب سے بہتر ہیں ہم لوگوں میں کالا ہونا معیوب نہیں ہے' پھر مقوقس نے حضرت عبادہؓ سے کہا: ''اے کالے آگے بڑھو اور مجھ سے نرمی سے بات کرو اگر تمہاری بات سخت ہوگی تو میں اور بھی زیادہ ڈر جاؤنگا حضرت عبادہؓ نے دیکھا کہ وہ کالے پن سے ڈر رہا ہے تو مزید خوفزدہ کرنے کیلئے اس سے کہا کہ ہماری فوج میں ایک ہزار ہم سے بھی زیادہ کالے ہیں''

کتنی انوکھی ہے اسلامی تہذیب اور اس نے انسانیت کو کس قدر بلند کیا ہے' پہلے تمام لوگ حتیٰ کہ بیسویں

صدی کے مہذب لوگ بھی کالے ہونے کو عیب و عار سمجھتے تھے اور کالے کو گوروں کے زمرہ میں شمار کئے جانے کا اہل نہیں سمجھتے تھے تو وہ ان گوروں سے آگے کیسے بڑھ سکتا ہے؟ ان کی قیادت کیسا کرسکتا ہے؟ پھر اسلامی تہذیب آئی اور اس نے ان تمام ظالمانہ و جابرانہ معیاروں کا خاتمہ کیا اور ان باتوں کو احمقانہ قرار دیا' اور اس نے علم' عقل رائے اور شجاعت و بہادری کی بنیاد پر کالوں کو گوروں سے آگے بڑھا دیا حضرت عبادہ بن صامتؓ بھی انہیں کالوں میں سے ایک تھے جن کو اسلامی تہذیب نے سیادت و قیادت کے مقام تک پہنچادیا۔

عبدالملک بن مروان حج کے دنوں میں اعلان کرواتے تھے کہ لوگوں کو صرف اہل مکہ کے عالم' فقیہ اور امام عطاء بن ابی رباح ہی فتوے دے سکتے ہیں حالانکہ عطاء کالے' کانے اور لنگڑے تھے' ان کی ناک پچکی ہوئی تھی' سر کے بال گھنگھریالے تھے' کوئی انسان انہیں دیر تک نہیں دیکھ سکتا تھا' جب وہ اپنے علمی حلقہ میں ہزاروں شاگردوں کے درمیان بیٹھے ہوتے تو ایسا معلوم ہوتا کہ گویا وہ روئی کے کھیت میں کالا کوا ہیں' اسی کالے' کانے' پچکی ناک والے کو ہماری اسلامی تہذیب نے ایک ایسا امام بنادیا تھا جن کی طرف لوگ فتوے میں رجوع کرتے تھے۔ اور ایک ایسا مدرسہ بنادیا تھا جن کے ہاتھوں ہزاروں طلباء فارغ ہوتے تھے۔ اور وہ ان شاگردوں کے نزدیک نہایت قابل تعظیم و تکریم اور محبت و اہمیت والے سمجھے جاتے تھے' ہماری اسلامی تہذیب میں علم و ادب کے میدان میں لائق اعزاز و شرف ایسے کالے ہی تھے ان کی کھال کی سیاہی ایسے ادباء ہونے سے مانع نہیں تھی جو خلفاء کے ہم نشین ہوں جیسا شاعر نسیب اور نہ ایسے فقہا ہونے سے مانع تھی جو فقہ اسلامی کے معتبر مراجع و مصادر تالیف کرتے ہوں' جیسا عثمان بن علی الزیلعی فقہ حنفی میں ''الکنز'' کے شارح اور حافظ جمال الدین ابو محمد عبداللہ بن یوسف زیلعی'' ''نصب الرایہ'' کے مؤلف یہ دونوں کے دونوں کالے تھے اور ملک حبشہ کے مشہور شہر زیلع کے رہنے والے تھے' کالے غلام کافور اخشیدی سے کون پڑھا لکھا ناواقف ہوگا جنہوں نے چوتھی صدی ہجری میں مصر پر حکومت کی اور یہ وہی ہیں جنہیں متنبی نے اپنی مدح و ہجو گوئی میں زندہ جاوید بنادیا۔

خلاصہ کلام یہ کہ اسلامی تہذیب کالے اور گوروں کے مابین کوئی نسلی امتیاز و تفریق نہیں کرتی اور نہ اس میں کالوں کی کوئی ایسی خاص سوسائٹیاں ہیں جن میں ان کے ساتھ گورے نہیں رہ سکتے اور نہ ان کے ساتھ کسی طرح کا ظلم ہوتا ہے' جس کی وجہ سے وہ لوگوں کی نگاہ میں معمولی و حقیر ہوں اور قابل اعتنا نہ سمجھے جاتے ہوں' اسلامی تہذیب ایسی انسانی تہذیب ہے جو تمام لوگوں کو حق و انصاف کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔ اور کالوں و گوروں کو ان کے اچھے و برے اعمال کے اعتبار سے اہمیت دیتی ہے۔ **فمن یعمل مثقال ذرۃ خیر ایرہ ومن یعمل مثقال ذرۃ شرا یرہ** آیت میں کالے گورے کا کوئی فرق نہیں کیا گیا ہے اہمیت عمل کو دی گئی ہے' اس طرح کی باتیں پچاس سال سے عجیب و غریب سمجھی جارہی تھیں لیکن یہ بدیہیات میں سے ہے کہ کالے اور گورے کے مابین تفریق و امتیاز ایک ایسا غیر انسانی

عمل ہے جسے کوئی بھی ترقی یافتہ تہذیب قبول نہیں کر سکتی اور اسلامی تہذیب میں تو اس امتیاز و تفریق کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا ہے کیونکہ یہی تہذیب لوگوں میں الفت و محبت' اخوت و مساوات اور بھائی چارگی و ملنساری کو عام کرنے میں سب سے زیادہ مشہور و معروف ہے لیکن جس دن سے اقوام متحدہ کا قیام عمل میں آیا اور انسان حقوق کے عہد و پیمان کا اعلان کیا گیا اسی دن سے اس موضوع کی ضرورت محسوس ہوئی خاص کر جب میں نے جنوبی افریقہ کے نسلی امتیاز کے بارے میں تکلیف دہ باتیں سنی اور دیکھیں اور کینیا میں خوفناک استعماری جرائم کے بارے میں سنا اور امریکا کے کالے اور گوروں کے حالات سے آگاہ ہوا تو حیرت کی انتہا نہ رہی۔

عجیب و غریب بات ہے کہ جنوبی افریقہ کے حکام جو نسلی امتیاز و تفریق کے علمبردار ہیں اور کینیا کے حبشیوں کے ساتھ سیاسی اور اقتصادی طور پر جبر و تشدد اور ظلم و ستم کا معاملہ کرتے ہیں اور امریکا کے حبشیوں کو سخت سے سخت ترین آزمائشوں اور ناقابل برداشت مصیبتوں میں مبتلا کرتے ہیں' وہ مشرقی نہیں ہیں کہ ان پر رجعت پسندی' تاخر و تخلف اور غیر انسانی عمل کا الزام لگایا جاتا جیسا کہ اہل غرب کا اہل مشرق پر طرح طرح کے الزامات لگانے کا شیوہ رہا ہے' ایسا کرنے والی اقوام متحدہ کی ترقی یافتہ سب سے بڑی حکومتیں ہیں' چنانچہ امریکہ سب سے بڑی حکومت ہے جو اقوام متحدہ پر حاوی اور قابض ہے' انگلینڈ یورپ کی سب سے بڑی حکومت ہے جس کو اپنی جمہوریت پر فخر ہے' اور جنوبی افریقہ میں اقوام متحدہ میں ان یورو پین گورے حکام کی نمائندگی کرتی ہے جنھوں نے ان علاقوں کو استعمار بنایا ہے اور اسی کے نام سے بات کرنے لگے ہیں' امریکہ کی جنوبی حکومتوں کا اقوام متحدہ کے حلقوں میں بڑا اونچا مقام ہے اور اس کی بات سنی جاتی ہے یہی وہ حکومتیں ہیں جو بیسویں صدی میں سب سے گھناؤنے انسانی جرائم کی مرتکب ہیں اور دوسرے انسانوں کے ساتھ جبر و تشدد اور ظلم و ستم کا برتاؤ محض اس کے کالے ہونے کی وجہ سے روا سمجھتی ہیں۔

جنوبی افریقہ کی حکومت اس ہنگامے کے بعد بھی حقوق و واجبات اور امتیازات میں کالے اور گورے کے مابین تفریق و امتیاز پر مصر ہے جس کو ایشیاء یا فریقی بلاک نے اقوام متحدہ میں برپا کیا تھا اور انگلینڈ مسلسل اجتماعی قتل و غارت گری کا بازار کینیا میں وہاں کے اصل باشندے ''ماؤ ماؤ'' کے ساتھ گرم کئے ہوئے ہے بلکہ اراضی کے اس قانون کے نفاذ پر مصر ہے جو ۱۹۱۵ء میں صادر ہوا تھا اس قانون کے تحت ۲۹ ہزار یورو پین کو کینیائی اراضی میں وہ حقوق حاصل ہوں گے جو چالیس لاکھ پچپن ہزار افریقیوں کو حاصل نہیں ہوں گے جو اپنے گھروں میں بے گھر کئے جا رہے ہیں حالانکہ وہی ملک کے اصل باشندے اور وہاں کے صاحب ثروت و دولت اور مالک ہیں۔

''سرالیوت'' جو کینیا کے ۱۹۰۰ء میں سب سے مندوب متعین کئے گئے تھے اپنی حکومت کے سیاسی بیان میں کہتے ہیں کہ: کینیا کے اندر گوروں کی زمین ہے اور اگر ہم اس میں گوروں کے مصالح کی غالبت کا اعتراف نہ کریں تو یہ نفاق ہوگا' ہماری سیاست اور ہمارے قوانین کا بنیادی مقصد اور اساسی کردار یہ ہونا چاہیے کہ ہم گوروں کی آبادی

قائم کریں کینیا کے یورو پین حکام کا آج تک سیاسی مقصد یہ رہا ہے کہ کینیا کی پوری زمین گورے یورپین کی ملکیت ہو جائے اور وہ وہاں کی پیداوار میں جس طرح چاہیں تصرف کریں‘‘

وہاں کا عجیب وغریب قانون اراضی یہ ہے کہ حاکم کو کسی کو بھی زمین دینے کا اختیار ہے‘ پانچ ہزار ایکڑ تک زمین ۹۹۹ سال کی مدت کے لئے اس کی دگنی قیمت میں دی جاسکتی ہے۔۱۹۲۵ء تک متوسط طور پر گورے پانچ سو ایکڑ زمین کے مالک ہو گئے جبکہ اصل شہری (کالے) کے پاس صرف آٹھ ایکڑ زمین تھی کالے وطنی کو گوروں کی آبادی سے الگ رہنے کے لئے کالوں کے لئے کچھ ایسی مخصوص جگہوں کی تعیین کردی گئی ہے جن سے تجاویز کرنے کا ان کو حق حاصل نہیں ہے اور جب گورے کالے مزدوروں کو ان کی معمولی مزدوری کی وجہ سے ان سے کام لینا چاہتے ہیں تو کالوں کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ وہ گوروں کے کھیتوں میں کام ختم کرتے ہی اپنی جھونپڑیوں اور اپنے ان گھروں میں چلے جائیں جو گوروں کے علاقہ سے دور دراز نشیبی علاقوں میں ہیں۔

امریکا میں بھی ایسی نہایت دہشت ناک والمناک مثالیں ملتی ہیں نیویارک کے بندرگاہ پر جہاں آزادی کا اسٹیچو ہر آنے والے کا استقبال کرتا ہے اس کے نیچے تحریر ہے کہ ’’تم اپنے تھکے ماندے ان فقراء مساکین کو ہمیں دے دو جو آزادی کے ساتھ سانس لینا چاہتے ہیں انہیں تم اپنے بھیڑ بھاڑ والے سمندر کے کناروں سے ہمارے پاس بھیج دو جن کا نہ کوئی ٹھکانہ اور نہ وطن ہے‘ سنہرے گیٹ کے قریب اپنی مشعل کو بلند کئے ہوئے ہوں۔

آزادی کے اس ملک میں جس کے سب سے بڑے بندرگاہ پر آزادی کا اسٹیچو قائم کیا گیا ہے حبشیوں پر جبر وتشدد ظلم وستم کے پہاڑ ڈھائے جارہے ہیں جو تاریخ انسانی کے سب سے گھناؤنے جرائم ہیں ہم ان کی طرف غلط باتیں منسوب کرکے ان کے ساتھ کوئی زیادتی نہیں کررہے ہیں بلکہ اس حقیقت کا اعتراف وہ خود کرتے ہیں۔

جس میں بیزنز جو امریکی پارلیمنٹ کے رکن ہیں کہتے ہیں کہ کسی بھی ایسا کالے آدمی کو جس کے دل میں سیاسی مساوات کی خواہش ہو جنوب کے صوبوں میں کسی عمل کا حق نہیں ہے یہ ملک گوروں کی ملکیت ہے اور ضروری ہے کہ انہیں کی ملکیت رہے۔

حبشیوں کے ساتھ جبر وتشدد ظلم وستم اور سفاکیت و بربریت کے مظاہرے مختلف اور متعدد میدانوں میں ہوتے ہیں:

۱۔ ثقافتی میدان: امریکا کے بیس صوبوں میں حبشیوں کو کسی ایک اسکول میں بھی گوروں کے ساتھ تعلیم حاصل کرنے کی اجازت نہیں ہوتی ہے صوبہ میسیسی کے قانون دفعہ ۲۰۷ء میں صراحت ہے کہ تعلیم وتربیت کے میدان میں گورے بچوں کو کالے بچوں سے الگ رکھا جائے لہٰذا دونوں کے لئے الگ الگ اسکول ہیں۔صوبہ ’’فلوریڈا‘‘ کے قوانین میں ہے:

حبشیوں کے بچوں کی اسکولی کتاب گوروں کے بچوں کی کتابوں سے الگ ہوں۔

۲۔ **شادی کے میدان میں:**

تقریباً تمام صوبوں میں کسی گوری لڑکی کی شادی کسی کالے سے یا اس کے برعکس ممنوع ہے بعض صوبوں کے قوانین میں (جیسے صوبہ مسیسپی) صراحت ہے کہ اگر ایسی شادی ہو بھی گئی ہو تو غیر قانونی قرار دی جائے گی بلکہ گورے کی کسی ایسے شخص سے شادی بھی غیر قانونی قرار دی جائے گی جس کے رگوں میں کسی حبشی کا خون دوڑ رہا ہو۔

۳: **عمل کے میدان میں:**

بعض صوبوں کے قوانین میں ہے کہ حبشی مزدوروں کو گورے مزدوروں کے ساتھ کارخانوں میں ایک سطح پر قیام کی اجازت نہیں دی جائے گی حبشیوں کو اس کی بھی اجازت نہیں ہوگی کہ وہ ان دروازوں سے نکلیں یا داخل ہوں جن سے گورے نکلتے اور داخل ہوتے ہیں۔

۴۔ **اجتماعی میدان میں:**

قانوناً چودہ صوبوں میں گورے پسنجروں کو ٹرین میں کالوں سے الگ رکھا جاتا ہے، ٹرینوں میں اور بسوں میں کاموں کے لئے خاص بوگیاں اور سیٹیں لگائی جاتی ہیں، ٹیلیفون بوتھوں حتی کہ اسپتالوں میں بھی ان کے ساتھ یہی معاملہ کیا جاتا ہے اس طرح دماغی اور عقلی بیماریوں میں بھی گورے اور کالے پاگل میں فرق کیا جاتا ہے، اور ان سب سے زیادہ حیرت وتعجب کی بات یہ ہے کہ ۱۹۴۷ء میں کتوں کے قبرستان کے مالک نے اعتراض کیا کہ وہ اپنے قبرستان میں حبشیوں کے کتوں کو دفن نہیں کرے گا اس لئے کہ اس کے گورے کسٹمر کو تکلیف ہوتی ہے کہ ان کے ناز ونعم میں پلے ہوئے کتوں کو مرنے کے بعد کالوں کے کتوں کے برابر کر دیا جائے۔

اکثر امریکی اس شرمناک صورتحال سے معذرت پیش کرتے ہوئے کہتے ہیں جنوبی صوبوں میں جو شمالی صوبوں سے کم مہذب ہے حبشیوں میں گوروں سے کراہت ونفرت شدت سے پائی جاتی ہے لیکن واقعی صورتحال اس معذرت کی تکذیب کرتی ہے شمال کے تمام بڑا شہروں میں حبشیوں کی بھاری اکثریت ہے جو گندے محلوں میں گھری ہوئی ہے جن کی ٹوٹی پھوٹی لکڑیوں کے گھر ہوتے ہیں۔ جن میں چوہے کبڈی کھیلتے ہیں اور ان میں اکثر آگ لگتی رہتی ہے واشنگٹن میں ''ہارلم'' نامی محلہ میں ایک گھر میں وہ حبشی رہتے ہیں، ایک امریکی اخبار کا کہنا ہے کہ اگر ہم محلہ ''ہارلم'' کی گھنی آبادی کے اعتبار سے کوئی اصول بنالیں اور اسے امریکا کے تمام صوبوں پر تطبیق دیں تو ہم آسانی سے پورے امریکا کو نیو یارک کے نصف حصے میں جمع کر سکتے ہیں۔

واشنگٹن میں وائٹ ہاؤس کے سامنے منکولن کے خوبصورت یادگار مجسمہ کے سامنے ایک نہایت گندہ محلہ آباد ہے جس میں ڈھائی لاکھ حبشی (یعنی راجدھانی کی آبادی کا چوتھائی حصہ) جانوروں کی طرح رہتے ہیں، راجدھانی میں

حبشیوں کیلئے ان ہوٹلوں‘ کینٹینوں‘ اسکولوں اور اسپتالوں حتیٰ کہ ان جگہوں میں داخل ہونا ممنوع ہے جو گوروں کے لئے خاص ہیں‘ ’’پناما‘‘ کا ایک حبشی واشنگٹن میں کیتھولک گرجا گھر میں داخل ہوا اور اپنی نماز و دعا میں مشغول ہوگیا۔ اسکے پاس آ کر پادری نے اس کو ایک پرچی دی جس میں حبشی کیتھولک گرجا گھر کا پتہ لکھا ہوا تھا جب پادری سے اس کے بارے میں پوچھا گیا تو اس نے جواب دیا کہ شہر میں حبشیوں کیلئے خاص گرجے ہیں یہ کالا اس میں عبادت کرسکتا ہے۔

ایک طرف تو ان حبشیوں کے ساتھ جبر و تشدد ظلم و ستم اور جابرانہ تعصب کا معاملہ ہے دوسری طرف وہ اس تعلیم کو عام کرتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام پوری انسانیت کے لئے ہیں‘ اس ذلت و رسوائی‘ اس احتقار و تنقیص کے ساتھ فقر و مرض اور تنگی و پریشانی کی فضا میں ڈیڑھ کروڑ حبشی (یعنی پوری ریاستہائے متحدہ امریکہ کی آبادی کا دسواں حصہ) سانس لے رہے ہیں جن کی قیادت و سیاست امم متحدہ کر رہی ہے اور جو نعرہ لگا رہی ہے کہ اس کا پیغام قوموں اور امتوں کے لئے آزادی و امن و آشتی کا پیغام ہے۔

یہاں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ’’ہاری ہایوود‘‘ امریکی نے اپنی کتاب ’’تحریر الزنوج‘‘ میں اس آزادی کی حقیقت کے بارے میں جو لکھا ہے اس کو پیش کر دیا جائے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ رنگ و نسل کو کسی بھی ملک میں باستثنا جنوبی افریقہ قوموں کے غلام بنانے کا ذریعہ نہیں بنایا گیا جیسا کہ ان ملکوں میں غلامی دور اس اعتبار سے ختم ہوگیا کہ اب غلاموں پر ملکیت حاصل نہیں ہوتی لیکن طبقاتی نظام کے اعتبار سے ابھی بھی غلامی باقی ہے آج کل مقصود کالوں کو گوروں کے مراکز سے ادنیٰ معمولی درجہ کے مراکز میں باقی رکھنا ہے اور اس کے لئے مختلف طریقے اختیار کئے جاتے ہیں‘ کبھی حکومت کے بجائے عوامی قتل و پھانسی کے ذریعہ اور کبھی ظالمانہ و جابرانہ قانونی کارروائیوں کے ذریعہ اور کبھی بے بنیاد عادات و تقالید کی بناء پر۔

ماہر اقتصادیات ’’فکتو ربیولو‘‘ کہتے ہیں:

’’اس میں کوئی شرک نہیں کہ شمال کے وہ صنعت و حرفت والے جو خانہ جنگی کے عہد میں فدائی حکومت پر قابض تھے ان کو صحیح معنوں میں حبشی قوم کی آزادی سے کوئی دلچسپی نہیں تھی بلکہ ان کی تمام تر کوشش یہ تھی کہ حبشی قوم کے آخری درجہ استغلال میں جنوب کے غلاموں کے مالکان کے قائم ہو جائیں حق یہ ہے کہ وہ طریقہ کار جس کو جمہوری پارٹی اور فوج نے جمہوری ریاستوں میں اختیار کیا درحقیقت حبشی قوم کو نئے سرے سے اپنے تابع کرنے کا ان کے سابق مالکان کے ساتھ ایک عہد تھا۔‘‘

وہ مزید کہتے ہیں: ’’نسلی تعصب کا زہر ملک کے طول و عرض میں پھیل چکا ہے اور امریکی زندگی کے تمام شعبوں میں سرایت کر چکا ہے حتیٰ کہ امریکی گورے عوام حبشی قوم یا دوسری اور استخفاف و احتقار کی تعبیر گڑھنے کے عادی ہو چکے ہیں۔‘‘

''جاک لیت اور لی مورتجر'' کہتے ہیں کہ: ''پوری دنیا میں مشہور ہو چکا ہے کہ امریکا کا شعار آزادی کا مجسمہ ہے اسلئے ضروری ہے کہ ہم ہر امریکا آنے والے یا اس میں پناہ لینے والے کا استقبال کریں اگر چہ وہ ظلم وستم اور جبر وتشدد سے راہ فرار اختیار کر کے آیا ہو ایسا لگتا ہے کہ جس دن اس میں آزادی کا مجسمہ نصب کیا گیا اس دن سے آزادی کا معنی مکمل طور پر ختم ہو گیا۔''

۱۹۴۶ء میں ایک حبشی اور اس کی ماں ''کولمبیا'' میں ایک ریڈیو کی اصلاح ومرمت کرنے والی دکان پر اپنے ریڈیو کی درستگی کے لئے گئے، اصلاح کی قیمت ادا کرنے کے بعد انہیں محسوس ہوا کہ ریڈیو درست نہیں ہوا ہے۔ ابھی بھی خراب ہی ہے، ماں نے کہا کہ تیرہ ڈالر میں ادا کر چکی ہوں لیکن ریڈیو ابھی بھی خراب ہی ہے۔ دکاندار نے دونوں کو دکان سے دھتکار دیا اور اس کی کسی خادمہ نے حبشی کی ماں کو پیر سے ایسا مارا کہ وہ منہ کے بل گر گئی حبشی بہت غصہ ہوا اور اسنے اس کو زمین پر پٹخ دیا یہ دیکھ کر پڑوسی دکاندار نے عوام سے چیخ چیخ کر کہا اس خبیث کو قتل کر دو، عوام وہاں جمع ہو گئی اور کہا کہ ہم دونوں سے قصاص لیں گے۔ امریکا میں حبشیوں سے قصاص لینے کا مطلب ہر بغیر کسی محاکمہ کے سر دھڑ سے جدا کرنا ہے اخیر میں ان دونوں کو جیل خانہ پہنچا دیا گیا۔ لیکن عوام اس سے راضی نہیں ہوئی بلکہ نہایت تیزی سے حبشیوں کے محلہ کی طرف ان دونوں سے انتقام لینے گئی اور پولیس والوں نے اس معصیبت زدہ محلہ کا محاصرہ کیا اور حبشیوں کو ان کے گھروں اور دکانوں سے نکالا، ان کو جلا دیا اور ان پر گولیاں چلائیں، جس کے نتیجہ میں بہت سے ہلاک ہو گئے اور بہت سے زخمی ہوئے یہ سارا کچھ محض اس لئے ہوا کہ اس حبشی عورت نے دکاندار سے شکایت کی کہ اجرت ادا کرنے کے بعد ریڈیو خراب ہی ہے یہ ان کی تہذیب کی مثال ہے۔

اس کے مقابلہ میں اسلامی عہد کا ایک واقعہ ملاحظہ کریں ۱۰۰ھ میں ایک کالی باندی نے جس کا نام فرتونہ تھا امیر المومنین حضرت عمر بن عبدالعزیز سے شکایت کی کہ اس کی دیوار بہت چھوٹی ہے، چور اس سے گھس کر اس کی مرغیاں چراتے ہیں۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے فوراً اس باندی کو جواب دیا کہ میں نے مصر کے گورنر کو تمہاری دیوار کی درستگی اور گھر محفوظ کرنے کا حکم دے دیا ہے۔ اور انہوں نے گورنر مصر ایوب بن شرجیل کو لکھا کہ تم میرے خط کو پاتے ہی خود فرتونہ کے گھر جاؤ اور اس کی دیوار درست کر کے اس کے گھر کو محفوظ کر دو، والی مصر نے خود اس کے گھر کا پتہ لگایا اور اسکو بتایا کہ امیر المومنین نے تمہارے بارے میں یہ حکم دیا ہے اور اس کے گھر کو محفوظ کر دیا ہماری تہذیب کی یہ ایک مثال ہے اس لئے اسلام آسمانی قانون ومذہب ہے جو دنیا کے تمام انسانوں کو یکساں حق دیتا ہے اگر کوئی فرق کیا جاتا ہے تو وہ اچھے اور برے کردار کی بناء پر۔ (بحوالہ تعمیر حیات انڈیا)

مولانا ظفر صادق ندوی
ریسرچ سکالر ادارہ تحقیق وتصنیف اسلامی علی گڑھ انڈیا

جاپان کا ہلاکت خیز زلزلہ آنے والی قیامت کی پیشگی اطلاع ہے

اذا زلزلت الأرض زلزالها جب زمین اپنی پوری شدت کے ساتھ ہلا دی جائے گی' اس آیت کریمہ میں جس زلزلہ کا بیان ہے وہ تو بروز قیامت ہی رونما ہوگا لیکن بطور علامت اور نشانی اللہ تعالیٰ اپنی قدرت میں سے کچھ چیزوں کی جھلک دکھلا کر بنی نوع انسان کو متنبہ کر دیتا ہے کہ وہ کسی بھی وقت سارے نظام ارضی کو درہم برہم کرنے پر قادر ہے' اورانسان اس کے سامنے بالکل بے بس اور مجبور ہے' انسان کو چاہیے کہ ان چیزوں کو دیکھ کر عبرت حاصل کرے اور ہر اس عمل کو ترک کر دے جو رب ذوالجلال کے غضب کو برانگیختہ کرنے والا ہو' چنانچہ آئے دن دنیا کے مختلف خطوں میں سخت وحشت ناک گڑگڑاہٹ کے ساتھ زلزلے آتے رہتے ہیں اوران کے نتیجہ میں ایسی ہولناک تباہیاں رونما ہوتی ہیں کہ چند لمحات قبل تک کسی انسان کے حاشیہ خیال میں بھی نہیں آتا کہ یہ فلک بوس عمارتیں' یہ شاندار بنگلے اور کوٹھیاں یہ جگمگاتے' مسکراتے اور رونق سے بھرپور شہر اس طرح تباہ وبرباد ہو جائیں گے گویا یہاں کچھ تھا ہی نہیں' کچھ ایسا ہی نظارہ ہمیں ٹی وی چینلوں کے ذریعہ گزشتہ دنوں جاپان میں آئے ہوئے زلزلہ پھر اس کے نتیجہ میں طوفانی سیلاب (سنامی) کے تباہی کا دیکھنے کو ملا جس نے جاپان جیسے سائنس وٹیکنالوجی میں عدیم المثال اور عظیم ایٹمی طاقت بن کر ابھرنے والے ملک کے بلند دعویٰ کی حقیقت کھول دی اور انہیں کھوکھلا اور بے بنیاد ثابت کر کے دنیا کے تمام انسانوں کو پھر ایک مرتبہ سوچنے پر مجبور کر دیا کہ وہ اللہ عزوجل کے جاہ وجلال کے مقابلہ میں کتنے کمزور ہیں' اس حادثہ نے بنی نوع انسان پر یہ واضح کر دیا کہ قدرت الٰہی کو نہ چیلنج کیا جاسکتا ہے اور نہ انسانی ایجادات کی برتری پر ناز کیا جاسکتا ہے۔

زلزلے یوں تو دنیا کے ہر خطہ میں ہر روز آتے ہیں' لیکن جغرافیائی اعتبار سے ان کی شدت وہاں محسوس ہوتی ہے' جہاں آتش فشاں پہاڑ ہیں' سب سے تباہ کن زلزلہ جس سے تاریخ واقف ہے وہ چین کے صوبہ شینسی (Shensi) میں 1956 میں پیش آیا تھا جس میں آٹھ لاکھ سے زائد افراد لقمہ اجل بن گئے تھے' اسی طرح یکم نومبر 1755 کو پرتگال میں زلزلہ آیا تھا جس نے لزبن (Lisbon) کا پورا شہر تباہ کر دیا اس زلزلہ میں چھ منٹ کے اندر تیس ہزار افراد موت کی نیند سو گئے۔ اسی نوعیت کا ایک شدید زلزلہ 1877 میں ہندوستان کے صوبہ آسام میں آیا تھا جس کا دنیا کے انتہائی پانچ بڑے زلزلوں میں شمار ہوتا ہے۔ اس سے شمالی آسام میں ہولناک تباہی مچی تھی' اور دریائے برہم پتر کا رخ تبدیل ہو گیا تھا اور ایورسٹ کی چوٹی ابھر کر سو فٹ اوپر چلی گئی تھی' اس قسم کا ایک اور زلزلہ شہر کلکتہ میں 11 اکتوبر 1737

ءکو آیا تھا جس کے نتیجہ میں تین لاکھ جانیں تلف ہوئی تھیں ابھی حال میں 11 مارچ 2011 کو جاپان میں آنے والے زلزلے اور سونامی کی وجہ سے ہزاروں اشخاص کی جانیں تلف ہوئی تھیں' ان حوادث نے بہت سے سوالوں کو پھر سے ابھار دیا ہے' سائنس داں اپنے مختصر علم اور محدود تجربے کی بنیاد پر اتنا تو بتا سکتے ہیں کہ زلزلہ کس طرح آیا' لیکن اس کا جواب ان کے پاس نہیں ہے کہ ان کے اسباب کیا ہیں' یہ زلزلے ایک مومن کے ایمان میں زیادتی کا سبب ہوتے ہیں حسی ذہن رکھنے والا اپنے انداز اس کی توجیہ کرتا ہے' مگر درحقیقت اس کا دل اس احساس سے کبھی خالی نہیں رہتا کہ اس کے پیچھے ضرور کوئی غیر معمولی زبردست طاقت کارفرما ہے۔

یہ زلزلے' سمندری طوفان (سونامی) خشک سالی' قحط ودیگر قدرتی آفات درحقیقت انسان کے غلط اعمال کی بناء پر ہی آتے ہیں جو یقیناً خدائے برتر کے غیظ وغضب کا مظہر ہوتے ہیں جو کہ متنوع شکلوں میں اکثر وبیشتر خالق کائنات کی جانب سے بنی نوع انسان کی اصلاح کیلئے اور ان کو سنبھلنے کے الارم کے طور پر رونما ہوتے ہیں' جاپان میں آئے زلزلے سے اور سنامی کے نتیجے میں ہونے والی ہولناک' قیامت خیز' دلدوز تباہی اللہ کے اسی غیظ وغضب کی ایک کڑی ہے' جو کہ نیوکلیائی توانائی اور سائنسی و مادی ترقی کے دلدادہ سبھی ممالک کو اس بات سے آگاہی کرتی ہے کہ نظام فطرت سے چھیڑ چھاڑ کرنے اور اسے نقصان پہنچانے کی کوشش کرنے والوں کو اس کی بھاری قیمت چکانی پڑتی ہے۔

سچ تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اس دنیا میں ایک خاص مقصد کے تحت ایک مختصر مدت کے لئے بھیجا ہے یہ جگہ اس کے لئے ایک امتحان گاہ ہے' ایک دن اللہ کے سامنے پہنچ کر اس کا حساب دینا ہے کہ وہ دنیا میں کیا کرتا رہا۔ واقعہ یہ ہے کہ انسان کا ہر اگلا قدم ایک منزل کی طرف بڑھ رہا ہے اور وہ ہے موت۔ دنیوی زندگی محض ایک سراب ہے جس نے اس کو حقیقت سمجھ لیا وہ برباد ہو گیا۔

آج سونامی نام کے طوفان نے ایک ذرا سا جھٹکا دکھا کر اس دنیا کی ناپائیداری کو ثابت کر دیا اور انسانوں کے نام نہاد منصوبوں پر پانی پھیر دیا۔ دراصل انسان کے کردار اور اخلاقی قدریں اس برق رفتاری کیساتھ پستی کی طرف آئی ہیں کہ جس کا اندازہ تو لگایا جا سکتا ہے لیکن اس بڑھتے ہوئے تباہی کے سیلاب کو شاید روکا نہ جاسکے اسکے باعث وہ تباہ کن اثرات مرتب ہو رہے ہیں کہ تہذیب جدید کو انسانی تہذیب سے تعبیر کرنا اپنے آپ میں ایک پرفریب لگتا ہے' اس زمین پر خون' تباہی' فواحش ومنکرات کا گھناؤنا کھیل اس طرح کھیلا جا رہا ہے کہ ایک مہذب زندگی دوبارہ قائم ہونا ایک خواب بن کر رہ گیا ہے جو شاید اب کبھی شرمندہ تعبیر نہ ہو سکے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ زلزلے سنامی اور تباہیاں وقتاً فوقتاً ظہور میں آتی رہتی ہیں' تاکہ انسان اپنا محاسبہ کرے کہ وہ کون سا ناپسندیدہ عمومی عمل اس سے سرزد ہو گیا جو خدا کو ناگوار گزر گیا اور اسکی پاداش میں انہیں یہ سزا دی جا رہی ہے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ جب تک ہمارے کردار' ہمارے اعمال وافعال نہیں سدھریں گے اور انسان کو انسان نہیں سمجھا جائے گا یہ زلزلے اسی طرح آتے رہیں گے اور ہمارے پاس کف افسوس ملنے کے سوا کچھ نہ رہے گا۔

مولانا حذیفہ وستانوی جامعہ اکل کوا

فلاح وکامرانی کی خِشت اول

ذکر خیر چھوڑ دینے والے بلند ہمت لوگ
اور انسانوں کی اعلیٰ ترین قسم میں شامل ہونے کا طریقہ

واذکر عبادنا إبراهيم و إسحاق و يعقوب أولي الأيدي و الأبصار إنا أخلصنا هم بخالصة ذكرى الدار.

اللہ رب العزت کا جتنا بھی ہم شکر ادا کریں کم ہے کہ اللہ رب العزت نے ہمیں ایمان اور علم کی دولت سے خاص طور پر علم دین کی دولت سے مالا مال کیا، اچھے انسان کی ہمیشہ یہ آرزو اور تمنا ہوا کرتی ہے، کہ وہ دنیا میں کوئی ایسا کام کر جائے کہ جس کے کرنے سے یہاں سے چلے جانے کے بعد اور اس کی موت کے بعد بھی دنیا اسے یاد کرتی رہے، اور یہ تمنا اور آرزو کوئی غلط چیز نہیں ہے، کیوں کہ جب قرآن کریم نے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کارناموں کا تذکرہ کیا تو ان کے کارناموں کا تذکرہ کرنے کے بعد اللہ نے ان کے ساتھ ایک انعام اور ایک وعدہ یہ بھی کیا کہ ہم آپ کے بعد آپ کا ذکر خیر چھوڑیں گے، کہ دنیا میں لوگ آپ کو بھلائی سے یاد کرتے رہیں گے۔ اب ظاہر سی بات ہے کہ اس دنیا میں انسانوں کی بڑی تعداد ہے؛ ہر زمانہ میں انسان پیدا ہوتے رہے۔ اب یہ لازم اور ضروری نہیں ہے کہ ہر آدمی ایسا کام کر جائے کہ جس کے کرنے سے اس کا ذکر خیر اس دنیا میں رائج اور عام ہو، البتہ حضرت آدمؑ سے لے کر آج تک، ہر زمانہ میں سنت اللہ یہ رہی کہ بہر حال کچھ لوگ ضرور ایسے ہوا کرتے ہیں جو انتہائی عظیم کارناموں کو انجام دینے کی وجہ سے اپنی زندگی میں بھی یاد کئے جاتے ہیں اور اپنے مرنے کے بعد بھی، وہ اپنے پیچھے ذکر خیر چھوڑ جاتے ہیں۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے، کہ آخر انسان دنیا میں اپنا ذکر خیر چھوڑنے کے لیے کون سی صورت اپنائے، کون سا طریقہ اختیار کرے، جس کی بنا پر اللہ رب العزت بھی اس کے لیے یہ فیصلہ کردے کہ اس کے مرنے کے بعد قیامت تک اس کا ذکر خیر ہوتا رہے، تو اس سلسلہ میں قرآن پاک ہماری بھرپور رہنمائی کرتا ہے۔ چناں چہ قرآن کریم ہمیں وہ اوصاف وکمالات بتاتا ہے، جن کی بنا پر آج بھی لاکھوں کروڑوں برس پہلے گذرے ہوئے انسانوں کے تذکرے زندہ ہی نہیں بلکہ قابل تقلید بھی ہے۔

جو آیت کریمہ او پر پیش کی گئی اس کی تفسیر میں امام ابن القیم الجوزیؒ جو بڑی جاندار اور شاندار کتابوں کے مصنف گذرے ہیں، جو ابن تیمیہؒ کے تلمیذ تھے، فرماتے ہیں کہ اللہ رب العزت نے فرمایا: واذکر عبادنا إبراهیم واسحاق و یعقوب أولی الأیدی و الأبصار. "واذکر" اور یاد کیجئے "عبادنا" ہمارے بندوں میں سے "إبراهیم واسحاق و یعقوب" کو جو دو اہم صفات کے حامل تھے: ایک یہ کہ وہ صاحب علم وبصیرت تھے اور دوسرے یہ کہ وہ بلند ہمتی اور جواں مردی سے متصف تھے۔

ابن القیم الجوزیؒ فرماتے ہیں کہ قرآن ان الفاظ کے ذریعہ یہ بیان کرنا چاہتا ہے کہ انسان میں اگر یہ دو وصف پائے جائیں تو انسان ترقی کے اعلیٰ سے اعلیٰ مقام پر پہنچ سکتا ہے، وہ ایسے کارناموں کو انجام دے سکتا ہے، کہ جن کارناموں کی وجہ سے اللہ رب العزت دنیا اور آخرت میں اس کے لیے سرخ روئی مقدر فرما دیتے ہیں۔ بہر حال ان قدسی صفات بزرگوں کی پہلی صفت یہ بیان فرمائی کہ وہ صاحب علم وبصیرت تھے؛ لہٰذا انسان میں پہلی چیز علم اور بصیرت کا ہونا ضروری ہے، تا کہ وہ حق اور باطل، خیر وشر، حلال اور حرام، جائز و ناجائز میں تمیز کر سکے، اور اسے یہ معلوم ہو جاوے کہ یہ چیز حق ہے اور یہ چیز باطل، یہ چیز خیر ہے اور یہ چیز شر، یہ چیز مفید ہے یہ چیز مضر، اس چیز کا دنیا اور آخرت میں یہ فائدہ ہو سکتا ہے، اور اس چیز کا دنیا اور آخرت میں یہ نقصان۔ "والأبصار" سے اسی کی طرف اشارہ ہے۔

اور دوسری صفت کی طرف "اولی الایدی" سے اشارہ ہے، فرمایا کہ وہ قوت، طاقت، بلند فکری اور بلند ہمتی کے مالک تھے، جس کو عربی زبان میں "علو الهمة" کہا جاتا ہے۔

مطلب یہ کہ ایک آدمی کو حق اور باطل کا علم ہے، وہ حق اور باطل اور شر اور خیر میں تمیز کرتا ہے، اس کے انجام بد اور انجام خیر کو جانتا ہے، مگر ساتھ ہی ساتھ اس میں ایسی ہمت اور طاقت کا ہونا ضروری ہے، کہ جس ہمت اور طاقت کے بل بوتے پر کیسے ہی برے حالات اُس پر آجائے وہ حق کو حق جان کر حق کو نافذ کرنے کی کوشش کرے گا۔ آج مسلمانوں کو بالخصوص علماء ومدارس کے طلباء کو اس چیز کی نہایت ضرورت ہے، کہ وہ سستی اور غفلت کا شکار نہ ہوں۔

حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام کی کامیابی کا راز اللہ رب العزت نے بیان کیا، حضرت یعقوب کی کامیابی کا راز اللہ نے بیان کیا حضرت اسحٰق کی کامیابی کا راز بیان کیا کہ یہ لوگ وہ تھے جو الابصار یعنی دین، حلال و حرام اور حق و باطل بارے میں کی خوب اچھی طرح معرفت رکھتے تھے، اور انبیاء تھے، کیسے ان کو معرفت نہیں ہو سکتی تھی، تو دوسری طرف ان میں یہ صفت تھی کہ وہ حق کو نافذ کرنے کے لیے کیسے بھی قربانی کیوں نہ ہو، اس کے لیے وہ تیار تھے یعنی وہ بلند ہمتی کے حامل تھے، تو معلوم ہوا کہ انسان کے اندر دو اوصاف کا ہونا ضروری ہے۔

انسانوں کی چار قسمیں:

امام ابن القیم الجوزیؒ فرماتے ہیں حق اور باطل کو جاننے اور حق کو باطل پر ترجیح دینے کے اعتبار سے انسان کی

کل چار قسمیں ہیں:

(۱) سب سے پہلی قسم تو وہ ہے کہ ہر زمانہ میں کچھ لوگ وہ ہوتے ہیں جو حق اور باطل کو خوب جانتے ہیں، ان کو اس کا علم ہوتا ہے، اور ان کے اندر وہ جرأت اور طاقت بھی ہوتی ہے، کہ وہ کسی بھی صورت میں حق کو نافذ کرنے کی کوشش کرتے ہیں؛ چاہے اس کے لیے اپنا مال کھپانا پڑے، یا اپنی عزت کو قربان کرنا پڑے، خواہ اس کے لیے اپنی دولت کی قربانی دینی پڑے، یا اپنے اولاد کی۔ غرضیکہ اپنی کسی بھی محبوب سے محبوب چیز کو قربان کرنا پڑے، وہ حق بیانی اور حق کی ترویج وتنفید کے لیے ہمیشہ تیار رہتے ہیں، تو یہ ہے انسانوں کی سب سے اعلیٰ ترین جماعت۔

(۲) دوسری وہ جماعت ہوتی ہے، جو اس کے برعکس، نہ تو اسے حق کا علم ہوتا ہے، نہ اسے یہ علم ہوتا ہے کہ یہ حق ہے اور یہ باطل، اور نہ تو اسے یہ پتہ ہوتا ہے کہ یہ خیر ہے اور یہ شر، اور نہ اسے یہ پتہ ہوتا ہے کہ یہ اچھا ہے اور یہ برا ، اسے کوئی علم نہیں ہوتا بلکہ وہ جاہل ہوتا ہے، اور نہ اس کے پاس بلند ہمتی ہوتی ہے، جب وہ حق کو جانتا ہی نہیں تو وہ حق کو نافذ کرنے کی کوشش کیسے کر پائے گا، یہ انسانوں کی سب سے کمتر وارذل ترین جماعت ہے۔ اللہ ہماری حفاظت فرمائے۔ یہ وہ لوگ ہے کہ اللہ رب العزت کے یہاں ان کی کوئی عزت نہیں، چاہے وہ کتنے ہی حسین اور جمیل کیوں نہ ہو، چاہے کتنے ہی مال کے مالک، کتنی ہی دولت اور کتنی ہی عزت اور کتنی ہی ڈگریاں اپنے پاس رکھتے ہوں، مگر یہ دو چیزیں ان کے پاس نہ ہونے کی وجہ سے، وہ عنداللہ سب سے ارذل ترین جماعت ہوتی ہے۔

(۳) اس کے بعد فرمایا تیسری قسم انسانوں کی وہ ہوتی ہے، جو حق اور باطل کا علم رکھتے ہیں، وہ جانتے ہیں کہ یہ حق ہے اور یہ باطل، مگر ان کے اندر حق اور باطل کو نافذ کرنے کی ہمت نہیں ہوتی، جس کو ''المؤمن الضعیف'' کہا جائے، تو یہ اس کے لیے صحیح تعبیر ہے، وہ ڈرتا رہتا ہے وہ اپنے اندر جرأت نہیں رکھتا، یہ آدمی بھی ٹھیک ہے، مگر بہت زیادہ ٹھیک نہیں، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہے کہ ''المؤمن القوی خیر من المؤمن الضعیف''.

امام ابن القیم الجوزیؒ نے بڑا جاندار استدلال فرمایا، وہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا، قوی مومن' ضعیف مومن سے اچھا ہے۔ تو قوت سے یہاں جسمانی قوت مراد نہیں ہے، ہمارے طلبہ جسمانی ورزش پر توجہ دیتے ہیں، اس کو سب کچھ سمجھتے ہیں، یہاں وہ ورزش والی طاقت مراد نہیں ہے، بعض طلبہ تو اس کیلئے مدرسہ کی چیزیں بلا اجازت استعمال کرتے ہیں۔ ظاہری بات ہے وہ قوت بھی حاصل ہو تو کوئی کام کی نہیں، کیوں؟ اس لیے کہ آپ نے جس طریقہ سے قوت حاصل کرنے کی کوشش کی وہ ناجائز طریقہ ہے، آپ کو مدرسہ نے سیمنٹ استعمال کرنے کی اجازت نہیں دی، آپ کو مدرسہ نے سلیے (Rods) کے استعمال کی اجازت نہیں دی، تو ظاہر بات اس سے جو قوت حاصل ہو اس قوت کا بھی کوئی فائدہ نہیں، ایسی قوت سے کچھ ہوتا نہیں، اللہ کے یہاں ایسی قوت کا کوئی خیال اور لحاظ نہیں، اللہ ایسی قوت کو پسند نہیں کرتا۔

بہر حال یہ بات بیچ میں آ گئی، کہنے کا مطلب یہ کہ ہمیں المؤمن القوی بننے کی کوشش کرنا چاہیے یعنی حق اور باطل کو جاننے کے بعد ہر حالت میں حق کو بیان کرنا، حق کو نافذ کرنا ہمارا فریضہ ہونا چاہیے۔

(۴) چوتھی قسم انسانوں کی یہ ہوتی ہے کہ وہ طاقت اور ہمت بہت رکھتے ہیں، مگر انہیں حق اور باطل کا علم ہی نہیں، کہ کیا حق ہے اور کیا باطل۔ فرمایا اس میں اور دوسری قسم میں کوئی فرق نہیں، اس لیے کہ وہ اپنی طاقت کو استعمال کرے گا باطل کے لیے، اور اس کو یہ پتہ ہی نہیں کہ میں حق کے لیے استعمال کر رہا ہوں یا باطل کے لیے۔

اب ہمیں سوچنا چاہیے کہ ہمارا شمار کس جماعت میں ہے، ہم اللہ سے دعا کریں کہ اللہ رب العزت ہمیں آیت کریمہ: اولی الأیدی والأبصار کے مطابق علم وبصیرت اور نفاذ حق کی صلاحیت دے کر پہلی جماعت میں شامل فرمالے۔ آمین!

پہلی جماعت میں شامل ہونے کا طریقہ:

ابن القیم الجوزیؒ قرآن اور حدیث کو گھول کر پی گئے تھے، اسی لیے آگے اس کا بھی طریقہ بیان فرماتے ہیں، یہ جو کچھ وہ بیان کر رہے تھے، ایسا لگتا ہے کہ درحقیقت ان کی زبان نہیں بول رہی ہے بلکہ قرآن وحدیث کا نور بول رہا ہے۔ بہر حال ان کے بقول کسی بھی چیز کو حاصل کرنے کے لیے دو چیزوں کی ضرورت پڑتی ہے: (۱) ارادہ (۲) علم۔ جب ارادہ ہوگا تو آدمی علم کی طرف جائے گا اور جب علم حاصل ہو جائے تو اب کوشش یہ ہونی چاہیے کہ اس میں مہارت ورسوخ پیدا ہو۔ فرماتے ہے کہ علم میں مہارت اس وقت پیدا ہوگی، جب کہ آدمی طلب علم کے زمانہ میں ہمت سے کام لے، وہ راتوں کو جاگنے سے پیچھے نہ ہٹے، وہ بھوکا رہنے سے گھبرائے نہیں، وہ آنے والے مصائب کے لیے تیار رہے، لیکن اپنے مقصد میں لگا رہے، دنیا کی تاریخ آپ اٹھا کر دیکھئے، ابھی عرب ممالک اور یورپین ممالک میں ھندسة الحیلة و صناعة التاثیر کے عنوان سے مستقل کتابیں لکھی جارہی ہیں۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ انسان اپنے اندر صلاحیتیں کس طرح پیدا کرے، اپنی ذات کو کس طرح نکھارے اور کس طرح بلند مقام تک پہنچنے کی کوشش کرے، اور اس کے لیے کون سا طریقہ اختیار کرے؛ اس سلسلہ میں عرب علماء کی کتابیں زیادہ معتبر ہے؛ اس لیے کہ وہ قرآن وحدیث کی روشنی میں لکھ رہے ہیں؛ مثال کے طور پر مشہور عربی عالم ''علی الحمادی'' ہے، ان کی اس عنوان پر بڑی جاندار تصنیف ''مھندسو الحیاة و صناع التاثیر .. من ھم؟ کے نام سے ہے، انہوں نے اپنی اس کتاب میں اس بات کا تذکرہ کیا ہے؛ فرمایا کہ انسان اپنے اندر بلند ہمتی کیسے پیدا کرے؟ اس وقت دنیا میں انسان بہت ساری غلط فہمیوں کا شکار ہے، سب سے بڑی غلط فہمی یہ ہے، کہ انسان کی ایک بڑی جماعت 'یہ سمجھ بیٹھی ہے، دنیا کے اندر عزت اور مقام اسی کو حاصل ہوتا ہے، جس کے پاس پیسہ ہو؛ کہا کہ یہ غلط ہے۔ ہم نے ایسے انسانوں کے بارے میں تو تاریخ میں پڑھا ہے، جن کے پاس ایک روپیہ نہیں تھا، مگر ان کو ایسی عزت ملی، کہ بعد کے لوگ اس مقام تک پہنچنے سے قاصر رہے، باوجو

داسباب وسائل ہونے کے۔

مثلاً خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کا حال تو ہم جانتے ہی ہیں، کون مسلمان آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی فقیرانہ وزاہدانہ زندگی سے ناواقف ہے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فقر فقر اختیاری تھا، اللہ نے تو فرمایا تھا، کہ اے میرے حبیب اگر آپ چاہیں تو پہاڑوں کو ہم سونا بنا دیں، بعض احادیث میں اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: إني أخاف على أمتي المال. میں اپنے امت پر مال سے ڈرتا ہوں۔ لا أخاف الفقر مجھے فقر سے ڈر نہیں۔ فقر رہے گا تو یہ اچھے سے رہیں گے، لیکن مال آئے گا تو یہ طغیانی اور سرکشی پر اتر آئیں گے۔ آج امت ان ہی حالات سے دو چار ہے؛ امت کے پاس مال ہے، دولت ہے، مگر اس کے ساتھ ساتھ طغیانی، بے دینی اور لادینیت۔ اس طرح کی چیزیں ایسی عام ہو چکی ہیں، کہ جس کا اندازہ ہم نہیں لگا سکتے۔ تو بہر حال وہ فرماتے ہیں کہ یہ بات غلط ہے کہ بہت سارے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ڈگریاں ہوں تو انسان کو بہت اونچا مقام ملتا ہے، حالاں کہ ہم نے ایسے لوگوں کو بھی دیکھا ہے کہ جن کے پاس کوئی ڈگری نہیں پھر بھی اللہ رب العزت نے ان کو عزت سے سرفراز کیا۔

اور بہت سارے لوگ یہ سمجھتے ہے کہ انسان حسین اور جمیل ہو انسان ذرا مضبوط اور قوی ہو، اس صورت میں اس کو عزت حاصل ہوتی ہے۔ فرمایا انسان کو عزت حاصل کرنے کے لیے، حسن وجمال کی بھی ضرورت نہیں، انسان کو عزت حاصل کرنے کے لیے، کسی چیز کی بھی ضرورت نہیں، انسان کو عزت حاصل کرنے کے لیے سب سے اہم ضرورت ہے کہ اخلاص وللّٰہیت کے ساتھ اللہ کے علاوہ کسی سے نہ ڈرتے ہوئے، تن، من، دھن کی بازی لگا دے۔

پھر آپ نے عجیب وغریب مثال بیان فرمائی، حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم میں سے بہت سارے صحابہ کو آپ دیکھیں گے، کہ وہ جسمانی طور پر بڑے عیب دار، مگر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ میں ان کا بڑا اونچا مقام تھا۔ حضرت بلال حبشیؓ کو ہی لے لیجئے، آپ بالکل سیاہ تھے، مگر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی قربانیوں کی وجہ سے مؤذن بنا دیا، کیسی ہمت تھی حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ کی، ان کو گرم بالو کے اوپر اونٹ سے گھسیٹا جاتا تھا اور پوچھا جاتا تھا کہ بلال بتاو کہ تمہارا رب کون ہے؟ وہ فرماتے ''احد احد'' اللہ ایک ہے ایک ہے۔ میرا رب اللہ ہی ہوسکتا ہے اور کوئی میرا رب نہیں ہوسکتا، یہاں تک کہ ان کو انگاروں پر ڈالا جاتا تھا، آپ نے صبر سے کام لیا، تو اسی صبر نے حضرت بلال کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مؤذن بنا دیا، صرف اتنا ہی نہیں، اللہ کے نزدیک ان کا مقام دیکھیے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہے کہ جب میں جنت میں گیا، تو بلال آگے چل رہے تھے، حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے پوچھا کہ اے بلال! کس چیز نے تمہیں یہاں تک پہنچا دیا؟ کہا کہ میں تحیۃ الوضو اور تحیۃ المسجد کا التزام کرتا ہوں، اور ہم لوگ زندگی میں کبھی نہیں پڑھتے، یہ حضرت بلال کی سنت ہے سنت بلالی ہے، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اسی چیز نے تم کو آگے کر دیا، انسان جتنا زیادہ نفل عبادتیں کرتا ہے، اتنا زیادہ اللہ کا مقرب بنتا ہے، اللہ کا تقرب اسے حاصل ہوتا

ہے، ان کو یہ عزت اور بلندی کہاں سے ملی؟ مال سے یا ڈگری سے یا حسن و جمال سے؟!!

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسرے مؤذن حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ ہیں آپ بھی ضریر البصر تھے، نابینا تھے، ان کو دکھائی نہیں دیتا تھا، مگر ان کی بلند ہمتی کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے، کہ حضرات صحابہؓ فرماتے ہیں، قادسیہ کے موقع پر جب ہم لوگ جہاد کے لیے مدینہ سے نکلنے لگے، تو عبداللہ بن ام مکتومؓ ہمارے پاس آئے، اور کہنے لگے کہ مجھے بھی ساتھ لے لو، ہم نے کہا کہ آپ نابینا ہیں، آپ کیا کریں گے؟ کہا کہ میں ایک کام کرسکتا ہوں، تم کو میدان میں اسلامی جھنڈے کو پکڑنے کے لیے ایک آدمی چاہئے اور اس کے لیے ایسا آدمی ہونا چاہئے جو بھاگے نہیں، مجھے دکھائی نہیں دیتا، میں بھاگ نہیں سکتا ہوں، لہٰذا میں جھنڈا لے کر کھڑا ہو جاؤں گا اور اس جھنڈے کو پکڑ کر رہوں گا، چاہے میری جان چلی جائے، لیکن میں بھاگنے والا تو ہوں نہیں۔ ہم نے ان کو سمجھایا، لیکن وہ سمجھنے کے لیے تیار نہیں ہوئے، یہاں تک میدان قادسیہ میں ہمارے ساتھ تشریف لے گئے اور بڑی بلند ہمتی کے ساتھ یہ خدمت انجام دی، اس جنگ میں کافروں کی تعداد مسلمانوں سے کئی گنا زیادہ تھی۔

ایک صحابیؓ کے بارے میں آتا ہے وہ بھی نابینا تھے، ان کو کسی نے بتایا کہ ایک یہودی عورت ہے، جو مدینہ منورہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو کرتی ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو برا بھلا کہتی ہے، ان کی غیرت نے گوارا نہیں کیا، انہوں نے کہا کہ میں اپنے ہاتھ سے اس کو قتل کروں گا۔ صحابہؓ نے کہا کہ اے اللہ کے بندے تم کو دکھائی نہیں دیتا، تو پھر بھی کہا کہ میں اس کو قتل کروں گا، صحابہ بھی حیران کہ یہ آدمی کیسے کہتا ہے؟ تو ایک رات اس کے گھر میں داخل ہو گئے، اور اس عورت کو قتل کر دیا اور صحیح سلامت باہر آئے، صحابہ حیران تھے پوچھا کہ آپ کیسے گئے کہا کہ میں دیوار کو ٹٹولتے ٹٹولتے پہنچا، جب میں پہنچا تو بچے رونے لگے تو وہ عورت دوڑتے ہوئے پاس آئی میں سمجھ گیا کہ یہی وہ عورت ہے، میں نے اس پر حملہ کیا، بعد میں تحقیق کرنے پر معلوم ہوا کہ اسی عورت کو قتل کیا، یہ ہے بلند ہمتی۔ جب آدمی کوئی کام کے کرنے کی ٹھان لیتا ہے، تو کوئی چیز اس کے لیے مانع نہیں ہوتی، لہٰذا ضرورت اس بات کی ہے کہ طالب علم اپنے لئے ایک نقطہ کو متعین کرلے، کہ مجھ کو محدث بننا ہے، مجھے فقیہ بننا ہے، مجھے عالم بننا ہے، مجھے امام بننا ہے، مجھے پیشوا بننا ہے، تو پھر اس کو سامنے رکھ کر وہ محنت کرے؛ ضرور بضرور وہ اپنے مقصد تک پہنچے گا۔

آپ نے امام عطا بن ابی رباحؒ کا نام سنا ہوگا، ان کے بارے میں لکھا ہے کہ انسانوں میں جتنے عیب ہوسکتے ہیں، وہ تمام عیوب ان کے اندر پائے جاتے تھے۔ بال گھنگھریالے تھے، چہرا سیاہ تھا، ناک چپٹی تھی، ایک ہاتھ ان کا شل ہو گیا تھا، پاؤں سے لنگڑے تھے، لیکن فرماتے ہیں کہ حضرات صحابہؓ کے بعد مکہ مکرمہ کے سب سے بڑے فقیہ تھے، و کان افقه الناس بمكة و كان أعلم الناس بالمناسک فرماتے ہیں کہ اسلامی تاریخ میں حج کے احکام کو سب سے زیادہ جاننے والا اگر کوئی ہے تو وہ عطا بن ابی رباح ہیں۔ حالاں کہ جتنے عیوب انسان میں ہوسکتے ہیں، وہ ان میں تھے۔

ہم اور آپ جانتے ہیں کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کتنے جلیل القدر صحابی ہیں، جن کے بارے میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: أعلمھم بالحلال و الحرام. میری امت میں حلال اور حرام کا سب سے زیادہ جاننے والا معاذ بن جبل ہے۔ ۱۹ سال کی عمر ہے، ۱۹ سال کی عمر میں ایسی زبردست فقاہت تھی کہ حضور نے ان کی فقاہت کا اعتراف کیا، اور حضور کے ہوتے ہوئے ان کو فتوی دینے کی اجازت حاصل تھی، لیکن ان کے بارے میں آتا ہے: و کان أعرج. کہ آپ پاؤں سے لنگڑے تھے۔ حضرت عمر بن خطابؓ فرمایا کرتے تھے، میرے بعد اگر معاذ بن جبل زندہ رہے تو میں ان ہی کو خلیفہ بناؤں گا؛ لیکن طاعون عمواس میں حضرت عمرؓ کی زندگی ہی میں وہ شہید ہوگئے۔

حضرت مغیرہ بن شعبہؓ بڑے جلیل القدر صحابی ہونے کے علاوہ ان کے بارے میں کہا جاتا ہے: من دھاۃ العرب یعنی عرب کے انتہائی فطین اور ذہین لوگوں میں ان کا شمار ہوتا تھا۔ تین لوگوں کو دھاۃ العرب کہا جاتا تھا۔ معاویہ بن ابی سفیان، مغیرہ بن شعبہ، اور عمرو بن العاص۔ حالانکہ مغیرہ ابن شعبہ کے بارے میں آتا ہے: و کان اعور آپ کان سے بہرے تھے

احنف بن قیس کے بارے میں آتا ہے کہ اتنے عیوب ان کے اندر پائے جاتے تھے، ایک تو ٹھگنے تھے، ان کا منہ عجیب وغریب تھا، ان کے دانت اوپر تھے، ان کی تھوڑی بالکل ٹیڑھی تھی، وہ آنکھ سے اعور تھے، مگر و کان ابین الناس، انسانی تاریخ میں ان سے بہترین خطاب کرنے والا کوئی پیدا نہیں ہوا۔ آپ حضرت انس بن مالک کے حوالہ سے فرماتے ہیں کہ احنف بن قیس ایک آواز لگا دے، تو ایک لاکھ انسان اپنی تلواروں کو نیام سے باہر نکال دیں؛ ایسے صاحب اللسان تھے، تو جسمانی طور پر معیوب ہونا، ان کی کامیابی میں رکاوٹ نہیں بن سکا۔

اندلس کو فتح کرنے والے، طارق بن زیاد کے آقا موسی بن نصیر، ان کے بارے میں آتا ہے کہ جس وقت وہ طارق بن زیاد کے ساتھ وہاں پہنچے اس وقت ان کی عمر ۸۰ رسال کی تھی، اور انہوں نے وہاں کھڑے ہو کر کہا میں نے ۴۰ سال کی عمر سے لے کر آج ۸۰ رسال کی عمر تک، ایک بار بھی شکست نہیں کھائی اور نہ کبھی مجھے شکست کا خیال گذرا، اس کے بعد بھی وہ ۱۳ رسال زندہ رہے؛ فرماتے ہیں کہ ۵۳ رسال تک آپ اسلامی فوج کے سپہ سالار رہے، مگر اس ۵۳ رسالہ زندگی میں ایک مرتبہ بھی اسلامی لشکر کو شکست نہیں ہوئی، ۹۳ رسال کی عمر تک لڑتے رہے، اس کے علاوہ اور بھی بے شمار مثالیں آپ کو تاریخ میں مل جائیں گی۔

بہت دور جانے کی ضرورت نہیں، ابھی کی بات ہے شیخ یٰسین نامی فلسطین کے بہت بڑے عالم ہیں ان کو چار پانچ سال پہلے شہید کیا گیا، وہ سب سے پہلے فلسطین میں تحریک انتفاضہ لے کر کھڑے ہوئے، کہ فلسطین کو آزاد کرو، ہم بیت المقدس میں آزادانہ نماز پڑھنا چاہتے ہیں، حالاں کہ وہ دونوں پاؤں سے معذور تھے، دونوں ہاتھ شل تھے، وہ صرف اپنی گردن ہلا سکتے تھے، اس کے علاوہ ان کا بدن نہیں ہلتا تھا، میں نے خود آپ کی تصویروں کو دیکھا ہے کہ پورا بدن آپ کا شل تھا صرف آپ کی گردن حرکت کرتی تھی، اس کے علاوہ دوسری کوئی چیز حرکت نہیں کرتی تھی، لیکن اس سب کے باوجود

فلسطین کی بہت بڑی اسلامی یونیورسٹی "جامعۃ الغزا" کے نام سے آپ نے قائم کی؛ مزید براں ۵۰ کے قریب دواخانے تعمیر کروائیں اوراس کے علاوہ ایک بہت بڑا کارنامہ یہ انجام دیا کہ فلسطینی عوام کو یہودیوں کے خلاف جہاد پر آمادہ کردیا، اسکے لیے مستقل ایک تنظیم "حرکۃ الحماس" کی بنیاد رکھی، یہ انسان کی ہمت ہے جواسے کہاں سے کہاں لے جاتی ہے۔

مزید براں علم کے میدان میں بھی ہمارے علماء نے کیسی قربانیاں دیں، حاکم جو المستدرک کے مصنف ہیں، جنہوں نے المستدرک علی الصحیحین کتاب لکھی، اس میں ایسی حدیثوں کو جمع کیا جوامام مسلم اور بخاری کے شرائط کے مطابق تھیں، یعنی امام بخاری نے جب اپنی کتاب کو لکھا تو چند شرائط متعین کیے، کہ میں اپنی کتاب میں ایسی ایسی حدیثوں کو بیان کروں گا، لیکن بہت ساری حدیث ان کے کتاب میں نہیں آسکیں، چھوٹ گئیں، امام مسلم نے بھی یہی طریقہ اپنایا، تو وہ فرماتے ہیں کہ میں نے پوری دنیا میں گھوم گھوم کر علم حدیث کو حاصل کیا اور ۹۰ سال کی عمر ہوئی، تو کہا کہ مجھے ایسی کتاب لکھنی ہے، جس میں بخاری اور مسلم میں چھوٹی ہوئی تمام حدیثیں آجائیں، جو شرائط میں ان ہی حدیثوں کے مطابق ہوں، تو المستدرک علی الصحیحین کے نام سے انہوں نے تقریباً ۱۵ رجلدوں میں اپنی زندگی کے ۹۰ ربہاروں کے گذرنے کے بعد، جب ۹۱ رسال میں قدم رکھا تب لکھنا شروع کیا اور ۲ رسال میں اس تصنیف کو مکمل کیا۔

امام صادق الرافعیؒ یہ عربی زبان کے بہت بڑے ادیب گذرے ہیں۔ ۱۵۔۲۰ سال پہلے ان کا انتقال ہوا، "وحی القلم" کے نام سے چار جلدوں پر مشتمل ایک کتاب ہے، جس میں انہوں نے ان اعتراضات کے تشفی بخش جوابات دیئے ہیں جو مستشرقین اور اسلامی دشمنوں کی طرف سے قرآن کریم اور احادیث رسول پر وارد ہوتے ہیں۔ حالاں کہ ان کے بارے میں آتا ہے، وکان أصم آپ کان سے بہرے تھے۔ تو معلوم ہوا کسی کا بہرا ہونا، کسی کا اندھا ہونا، کسی کا لنگڑا اور لولا ہونا، کسی کا بدصورت ہونا، انسان کو بلند مقام تک پہنچنے سے مانع نہیں بنتا، لیکن کب؟ جب انسان اپنے ہدف کو متعین کرنے کے بعد اس کے لیے مکمل کوشاں ہوجائے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے بہت سارے ایسے تلامذہ ہیں جو آپؓ کے ساتھ تیس تیس سال تک رہے؛ امام ابویوسفؒ کے بارے میں آپ بارہا سن چکے ہیں کہ امام ابوحنیفہؒ کے ساتھ آپ ۱۷ سال تک رہے، اور بعض روایتوں میں ۲۰ سال تک رہے، اور کبھی بھی آپ کی ایک نماز تکبیر اولیٰ کے ساتھ فوت نہیں ہوئی، کیوں کہ ہر نماز کے بعد امام صاحبؒ کا درس ہوتا تھا، آپ برابر درس میں حاضر ہوتے تھے، تو درس میں حاضر ہونا، محنت کرنا، بلند ہمتی کا اپنے آپ کو حامل بنانا، سستی اور غفلت کو پس پشت ڈالنا؛ یہ وہ چیزیں ہیں جو انسان کو بلند مقام تک پہنچا دیتی ہے۔

عبداللہ بن محمد، عراقؒ کے فقیہ ہیں جنہوں نے کتاب المغنی جو ۲۰ رجلدوں پر مشتمل ہیں' کا ۲۳ مرتبہ مطالعہ کیا۔ نعیم المجمر، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں ۲۰ سال تک رہے۔ عبداللہ بن نافع، امام مالک کی

خدمت میں ۳۵ سال رہے۔ ثعلبہ فرماتے ہیں کہ میں نے ۵۰ سال تک اپنے استاذ ابراہیم حربیؒ کی کوئی نحو وصرف کی مجلس نہیں چھوڑی۔ ابوزرعہؒ فرماتے ہیں کہ میرے استاذ امام احمد لاکھوں حدیثوں کے حافظ تھے۔ مکحولؒ فرماتے ہیں کہ میں نے طلب علم کے لیے پوری روئے زمین کی خاک چھان ڈالی۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں میں نے ایک لاکھ اساتذہ سے حدیثیں لیں اور ہر ہر استاذ سے دس دس ہزار۔

بلند ہمتی......اللہ کی مدد کا محور!!!

لیکن اس قید خانہ سے رہائی پانے کے لئے انسان کو بلند ہمتی سے رہنا پڑے گا۔ اللہ تعالی بلند ہمتی کو پسند فرماتے ہیں، بلند ہمت انسان کے ساتھ اللہ کی مدد ہوتی ہے بلکہ خود اللہ تعالی بلند ہمت مرد مومن کے ساتھ ہوتے ہیں۔

God helps those who help themselves (خدا اسکی مدد کرتا ہے جو اپنی مدد آپ کرتے ہیں)

جب انسان بلند ہمتی کا مظاہرہ کرتا ہے تو پھر بدر میں مٹھی بھر جماعت مسلح لشکر جرار کو خاک آلود کر دیا کرتی ہے، سینکڑوں من وزنی دروازہ ایک نیزہ کی نوک سے اکھڑ جایا کرتا ہے، نعرۂ تکبیر کو گونج سے قیصر وکسری کے بلند وبالا قلعے زمین بوس ہو جایا کرتے ہیں۔ جب مرد مجاہد اللہ کی مدد کے ساتھ اٹھتا ہے تو دریاؤں اور طوفانی موجوں کو راستہ دینا پڑتا ہے۔ میرے آقا ﷺ کے سپاہیوں کے لئے درندوں کو بھی جنگل خالی کرنا پڑا۔ حضرت شرجیلؓ ایک دبلے پتلے صحابی ہیں۔ ایک جنگ کے موقع پر ایک قلعہ کئی دن سے فتح نہیں ہو رہا تھا۔ ایک دن اس مرد قلندر کا یہ جذبہ ایمانی جوش میں آتا ہے، اپنا گھوڑا دوڑا کرا کیلے اس قلعہ کے پاس جاتے ہیں اور تین مرتبہ بلند آواز سے نعرۂ تکبیر بلند کرتے ہیں اللہ اکبر، اللہ اکبر، اللہ اکبر! پورے کا پورا قلعہ زمین بوس ہو جاتا ہے۔ یہ قلبی جمعیت تھی، تعلق باللہ تھا، قوت باللہ تھا، قوت ایمانی تھی کہ قوی ہیکل اور ناقابل تسخیر قلعہ بھی مجاہد کے نعرۂ تکبیر کے سامنے نہ ٹھہر سکا۔ جی ہاں ایسا ہوتا ہے مگر شرط یہ ہے کہ بندہ کی طرف قوت ایمانی کے ساتھ ساتھ ہمت وعزم وارادہ اور محنت بھی ہو۔ (ماہنامہ راہ عافیت جلد نمبر: ۷ ص ۳۶)

لہٰذا ہمارے طلبہ غفلت کا، سستی کا اور پست ہمتی کا شکار نہ بنے انسان جب اپنے لئے کوئی ہدف کو متعین کرلیوے کہ مجھے فلاں مقام تک پہنچنا ہے، فلاں کام کو کرنا ہے، تو و من یتق اللّٰہ یجعل لہ مخرجًا کے مطابق آپ کے لیے وعدہ ہے، آپ بھی اپنا ہدف متعین کرلیجئے، کہ مجھے ادیب بننا ہے، مجھے محدث بننا ہے، مجھے فقیہ بننا ہے، اور پھر اسی اعتبار سے آپ تیاری کو شروع کردیجئے، دیکھو اللہ رب العزت آپ کے علم میں کیسی برکتیں عطا فرماتے ہیں۔

اخیر میں اللہ رب العزت سے ہم دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں بھی ایسی ہمت عطا فرمائے جیسی ان لوگوں کو عطا کی گئی تھی، اور اللہ رب العزت ہمیں علم نافع کی دولت سے مالا مال فرما کر دنیا اور آخرت میں ہمارے ذکر خیر کو باقی رکھنے کا فیصلہ فرمائے اور ہم سے راضی ہو جائے۔ آمین!

مولانا محمد یعقوب تلہ گنگ

قادیانیت .... حقائق وتجزیہ

اسلام تمام غیر مسلموں کو ذمی ہونے کی حیثیت سے ایک اسلامی ریاست میں بطور شہری انسانی حقوق کے تحت تمام سماجی ومعاشرتی حقوق ومراعات دینے اوران کی جان ومال، عزت وآبرو کی حفاظت کرنے کا ضامن اور پابند ہے مگر غیر مسلموں کو اپنی مذہبی شناخت وپہچان کو اسلامی شعائر سے مشابہہ کرنے کی قانوناً واخلاقاً اجازت نہیں دیتا ۔تا کہ ان کے اور مسلمانوں کے درمیان تمیز قائم رہ سکے۔اور مشابہت کا امکان پیدا نہ ہو اور یہ بات عصر حاضر کے بین الاقوامی قوانین اور ضوابط کے مطابق بھی عین انصاف اور اصولاً درست ہے۔اور بالفرض اگر کوئی غیر مسلم فرد یا جماعت شریعت اسلامیہ کی روح سے باجماع امت اور ملکی آئین کے تحت غیر مسلم کافر ہونے کے باوجود اپنے آپ کو مسلمان کہلوا کر اپنے کفریہ مذہب کو اسلام کے مقدس نام پر پیش کرنے کی ناجائز اور غیر قانونی جسارت کرے اور اصل اسلام کو کفر اور مسلمانوں کو کافر کہے تو شریعت اسلامیہ میں قطعاً اس کی اجازت نہیں اور ایسے غیر مسلم کافر گروہ یا فرد کی حیثیت دیگر غیر مسلم سادہ کفار یعنی ہندو، سکھ، یہودی، عیسائی وغیرہ کی طرح نہ ہوگی ۔ بلکہ ایسا غیر مسلم گروہ یا فرد شرعاً زندیق مرتد کافر ہو جائے گا اور اسلام میں زندیق کافر مرتد کی سزا موت ہے۔کیونکہ زندیق مرتد کافر اسلام اور مسلمانوں کے علاوہ ملکی آئین کا بھی باغی اور غدار ہونے کی بناء پر بدترین مجرم بن جاتا ہے۔

قارئین کرام!اب دیکھتے ہیں کہ منکرین ختم نبوت قادیانیوں کے کیا مذہبی عقائد اور سیاسی نظریات ہیں اور شرعاً اور قانوناً قادیانیوں کی کیا پوزیشن ہے۔

(1) قادیانی تاجدار ختم نبوت ﷺ کی ختم نبوت کے منکر ہیں اور کذاب مرزا قادیانی (م۔1908ء) کو اپنا نبی اور رسول ماننے کی وجہ سے زندیق مرتد کافر ہیں

(2) کذاب مرزا قادیانی نے اپنی غلیظ کتب میں رحمت دوعالم ﷺ اور حضرت عیسیٰؑ ،حضرت سیدہ مریمؑ اور دیگر برگزیدہ حضرات انبیاء اکرامؑ،حضرات صحابہ اکرامؓ،خاندان رسالت مآب ﷺ بلخصوص حضرت سیدنا علی المرتضیٰؓ ،حضرت سیدہ فاطمہ الزہرہؓ ،نوجوانان جنت کے سردار حضرت سیدنا امام حسینؓ،اور اکابرین اولیاء کرامؒ کے خلاف جو انتہائی اہانت آمیز گستاخانہ اور اشتعال انگیز ناپاک زبان استعمال کرنے کا ناقابل برداشت، ناقابل معافی اور بدترین

جرم عظیم کیا ہے اور تمام قادیانی کذاب مرزا قادیانی جیسے ملعون گستاخ رسول کو اپنا نبی اور رسول ماننے اور اس کا امتی ہونے کی وجہ سے وہ بھی گستاخان رسول مقبول ﷺ ہونے کی بناء پر از روئے شریعت مطہرہ زندیق مرتد اور کافر ہیں۔

(3) کذاب مرزا قادیانی کے بقول اس کی خودساختہ اور انگریز کی خود کاشتہ جھوٹی نبوت پر ایمان نہ لانے والے عالم اسلام کے کروڑوں غیر قادیانی مسلمان (العیاذ باللہ) کافر ولد الحرام اور کنجریوں کی اولاد ہیں۔

(4) قادیانی شروع سے قیام پاکستان کے خلاف اور دشمن ہیں اور آج بھی اکھنڈ بھارت کا خواب دیکھنے کے لئے بے تاب ہیں۔تاکہ ان کے نام نہاد خلیفہ مرزا محمود (م۔1965ء) کی یہ ناپاک وصیت پوری ہو جائے۔

قارئین کرام! پاکستان کا شہری ہو کر اور پاکستان کی مقدس سرزمین پر بیٹھ کر اس غدار وطن نام نہاد قادیانی خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود کا شرمناک باغیانہ وغدارانہ بیان جو کہ تاریخی ریکارڈ پر موجود ہے ملاحظہ فرمائیں۔

''میں قبل ازیں بتا چکا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی مشیت ہندوستان کو اکھٹا رکھنا چاہتی ہے لیکن قوموں کی منافرت کی وجہ ہے عارضی طور پر الگ بھی کرنا پڑے تو یہ اور بات ہے، ہم ہندوستان کی تقسیم پر رضامند ہوئے تو خوشی سے نہیں بلکہ مجبوری سے اور پھر یہ کوشش کریں گے کہ کسی نہ کسی طرح جلد متحد ہو جائیں'' (الفضل 17 مئی 1947ء)

(5) بانی پاکستان حضرت قائد اعظمؒ کی وفات کے بعد آپ کی وصیت کے مطابق تحریک پاکستان کے نامور رہنماء شیخ الاسلام حضرت علامہ شبیر احمد عثمانیؒ (م۔1949ء) کی اقتداء میں جب قائد مرحوم کا جنازہ پڑھا گیا تو اس وقت کے قادیانی وزیر خارجہ چوہدری سر ظفر اللہ خان (م۔1985ء) نے اعلانیہ قائد کا جنازہ نہ پڑھا اور غیر مسلم سفراء کے ہمراہ دور فاصلے پر الگ کھڑا رہا اخبارات میں جب اس بات کا چرچا عام ہوا کہ ظفر اللہ قادیانی نے قائد اعظمؒ کا جنازہ نہیں پڑھا تو اس بد بخت مرتد کافر نے جو جواب دیا وہ تمام غافل شدہ نادان اور نام نہاد روشن خیال قادیانی نواز مسلمانوں سمیت بالخصوص نئی نوجوان مسلمان نسل کی آنکھیں کھول دینے کے لئے کافی ہے اس کا کافرانہ اور ابلیسانہ بیان پیش خدمت ہے۔

''آپ مجھے کافر حکومت کا مسلمان وزیر سمجھ لیں یا مسلمان حکومت کا کافر نوکر''

(روزنامہ زمیندار مورخہ 8 فروری 1950ء) ماخذ رسالہ بعنوان ،،انصاف فرمائیے،، از مولانا عزیز الرحمان ثانی صاحب شائع کردہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان)

قارئین کرام! غور فرمائیں کہ وطن عزیز پاکستان کے اس نمک خوار تنخواہ دار نوکر زندیق مرتد کافر نے سرعام اعلانیہ حضرت قائد اعظمؒ کو العیاذ باللہ مسلمان نہ سمجھ کر آپ کی نماز جنازہ نہ پڑھی اور اپنے مرتد کافر اور نمک حرام ہونے کا واضح اور کھلا ثبوت دیا یہ ہے قادیانیوں کی اسلام دشمنی۔

(6) قادیانی ابتداء ہی سے انگریز کے وفادار، ایجنٹ اور یہود وہنود واسرائیل سمیت دیگر غیر مسلم سامراجی طاقتوں کے آلہ کار ہونے کی وجہ سے اسلام، پاکستان اور مسلمانوں کے علاوہ عرب ممالک کے خلاف ہر وقت سرگرم عمل ،اور مذموم گھناؤنی سازشوں میں مصروف ہیں محافظ ختم نبوت صاحبزادہ طارق محمود مرحومؒ (م۔2003ء) فیصل آباد کا مرتبہ رسالہ،، قادیانیت کا سیاسی تجزیہ،، صفحہ نمبر 17 سے ایک اہم چونکا دینے والا ثبوت پیش خدمت ہے۔

،،قادیانی تحریک نے برطانوی سامراج کے ہاتھ پاؤں مضبوط کرنے کیئے لئے جو کچھ کیا اس کی بڑی طویل داستان ہے کہ کس طرح قادیانی اسلامی وعرب ممالک کی جاسوسی کرتے رہے اور فلسطین کو قادیانی کارندوں کا ہیڈ کوارٹر بنایا گیا اور وہاں برطانیہ کی جاسوسی کے محکمہ کا افسر اعلیٰ ایک یہودی کو کیونکر بنایا گیا؟

1922ء میں قادیانی خلیفہ مرزا بشیر فلسطین گیا اور اعلان کیا کہ یہودی اس خطے کے مالک ہو جائیں گے۔ یہ الہام کہاں سے آیا؟ یہ سب ہی کچھ ان کے خفیہ سیاسی عزائم کا عکاس تھا۔ چونکہ قبل ازیں قادیانیت اور یہودیت دو ایسے بچوں کا نام ہے۔ جنہوں نے صہونیت کی کوکھ سے جنم لیا ہے تو مبالغہ نہ ہوگا حضرت علامہ اقبالؒ کے بقول ''احمدیت یہودیت کا چربہ ہے''۔

قارئین کرام! آج بھی قادیانی اسرائیلی فوج کا حصہ ہیں اور اسرائیل کے وفادار ایجنٹ، آلہ کار اور مخبر ہیں۔

(7) قادیانی نبوت کا ذبہ انگریز کا خود کاشتہ پودا ہے۔ اور اس پر کذاب مرزا قادیانی کی اپنی دستی قلمی درخواست بحضور نواب لیفٹیننٹ گورنر بہادر دام اقبالہ منجانب خاکسار مرزا غلام احمد قادیانی مورخہ 24 فروری 1899ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد ہفتم مولفہ میر قاسم علی صاحب قادیانی کا ایک انتہائی شرم ناک پیراگراف پیش خدمت ہے۔

قارئین کرام! سے گزارش ہے کہ نہایت توجہ اور غور سے پڑھیں کہ کذاب مرزا قادیانی اپنے آقا انگریز گورنر بہادر کی کس طرح چاپلوسی وخوشامد کرتے ہوئے اپنی درخواست میں لکھتا ہے۔،، صرف یہ التماس ہے کہ سرکار دولت مدار ایسے خاندان کی نسبت جس کو پچاس سال کے متواتر تجربہ سے ایک وفادار ایمان نثار خاندان ثابت کر چکی ہے اور جس کی نسبت سے گورنمنٹ عالیہ کہ معزز حکام نے ہمیشہ مستحکم رائے سے اپنی چھٹیات میں یہ گواہی دی کہ وہ قدیم زمانے سے سرکار انگریزی کے پکے خیر خواہ اور خدمت گزار ہیں اس خود کاشتہ پودا کی نسبت حزم اور تحقیق اور توجہ سے کام لے،،۔

قارئین کرام! یہ ہے انگریز کی خود کاشتہ جھوٹی نبوت کی اصل حقیقت اور کذاب مرزا قادیانی کا شرمناک وغلیظ کردار۔

(8) قادیانی جماعت کی تحریک پاکستان کے خلاف ریشہ دوانیوں اور بھر پور مخالفت کے باوجود جب تقسیم کا اعلان ہوا تو قادیانیوں کی مکروہ گھناؤنی سازش اور چوہدری سر ظفر اللہ خان قادیانی کے منافقانہ کردار کی وجہ سے گورداسپور کا ضلع جس میں قادیانیوں کا مرکز قصبہ قادیان واقع تھا کو پاکستان کے نقشہ سے نکال کر بھارت میں شامل کر دیا گیا قادیانیوں

کی پاکستان کے خلاف یہ ایک خطرناک سازش تھی۔ کیونکہ ضلع گرداسپور نہ ملنے کی وجہ سے کشمیر بھی پاکستان سے کٹ گیا۔ جس کا نتیجہ ہمارے سامنے ہے کہ کشمیر کا مسئلہ آج تک حل نہ ہوسکا۔ مزید تفصیلات جاننے کے لئے سرکاری دستاویزی کتاب،، پارٹیشن آف پنجاب،، ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔

(9) امت مسلمہ کے خلاف قادیانیوں کی مسلسل سازشوں اور اسلام کی توہین اور تضحیک کی مسلسل روش اور بالخصوص 29 مئی 1974ء کو نشتر میڈیکل کالج ملتان کے بے گناہ نہتے مسلمان طلباء پر چناب نگر (ربوہ) ریلوے اسٹیشن پر قادیانیوں کے وحشیانہ تشدد کے نتیجے میں پورے ملک میں ایک زبردست پُر امن احتجاجی تحریک اور پورے ملک کے مسلمانوں کے پرزور مطالبے کے بعد جناب ذوالفقار بھٹو کے دور حکومت میں قومی اسمبلی آف پاکستان نے فریقین یعنی مسلمانوں اور قادیانیوں کا موقف سننے اور فریقین کا تحریری مواد دیکھ کر غیر جانبدارانہ تجزیہ کر کے 7 ستمبر 1974ء کے مبارک و پر مسرت دن متفقہ طور پر قادیانیوں اور ان کی لاہوری شاخ کو کافر اور غیر مسلم اقلیت قرار دے کر ملت اسلامیہ سے خارج کردیا مگر قادیانی آج تک پارلیمنٹ کا فیصلہ ماننے سے انکاری اور باغی ہیں اور اپنے آپ کو مسلمان کہلانے پر بضد ہوکر اپنے کفریہ مذہب اور ناپاک عقائد کو اسلام کے مقدس نام پر پھیلانے میں مصروف ہیں۔

(10) آئین پاکستان کے تحت قادیانیوں کو کافر اور غیر مسلم اقلیت قرار دیئے جانے کے بعد جب آٹھویں ترمیم کے ذریعے ان پر شعائر اسلامی اختیار کرنے پر پابندی لگائی گئی تو انہوں نے سپریم کورٹ آف پاکستان میں رٹ دائر کردی جس پر سپریم کورٹ کے فل بینچ نے قومی اسمبلی کی متفقہ آئینی قرارداد کی توثیق کرتے ہوئے اپنے تاریخی عدالتی فیصلہ ظہیر الدین بنام سرکار 1999SCMR1718ء کی رو سے قادیانیوں کو کافر اور غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا اور اس فیصلے کی رو سے بھی کوئی قادیانی خود کو مسلمان نہیں کہلوا سکتا اور نہ ہی اپنے مذہب کی تبلیغ کرسکتا ہے۔ خلاف ورزی کی صورت میں وہ تعزیرات پاکستان کی دفعہ 298C کے تحت تین سال قید کا مستوجب ہے۔

مگر قادیانیوں کی ہٹ دھرمی دیکھیں کہ عدالت عالیہ کا فیصلہ تسلیم کرنے کی بجائے اپنے آپ کو مسلمان کہلوانے اور اپنے کفریہ مذہب کو اسلام کے نام سے پیش کرنے پر بضد ہیں اور عدالت عالیہ کا فیصلہ نہ ماننے کی وجہ سے مجرم ہیں۔

(11)۔ کذاب مرزا قادیانی نے اپنے خودساختہ انگریز نواز جعلی اور جھوٹی نبوت کا یہ سارا ڈرامہ اور چکر محض اس لئے چلایا تھا کہ انگریزی حکومت کی مدد کرے اور جہاد کے مقدس اسلامی فریضہ کو ختم کرے لہٰذا اس کذاب مرزا قادیانی نے اپنی شیطانی وحی اور الہام کے ذریعے یہ دجالانہ اعلان کیا کہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجا گیا ہوں اور تمام ہندوستانی مسلمانوں پر فرض ہے کہ وہ سچے دل سے انگریزی حکومت برطانیہ کی اطاعت کریں۔ اور اب جہاد ہمیشہ کیلئے حرام ہے لہٰذا جہاد کا خیال دل سے نکال دیں بطور ثبوت اس کذاب قادیانی کا صرف ایک ہی جھوٹا شیطانی الہام پیش خدمت ہے

،،میری عمر کا اکثر حصہ اس سلطنت انگریزی کی تائید میں گزرا ہے اور میں نے ممانعت جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں ۔اور اشتہارات طبع کیے ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں ۔ میں نے ایسی کتابوں کو تمام ممالک عرب ،مصر،شام، کابل،اور روم تک پہنچادیا ہے میری ہمیشہ کوشش رہی ہے کہ مسلمان اس سلطنت کے سچے خیر خواہ ہو جائیں،،(تریاق القلوب صفحہ 15 ب مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی بحوالہ قومی ڈائجسٹ جلد 7 لاہور شمارہ 1، 1984ء یہ ہے درج بالا پیش کردہ قادیانی نبوت کا ذبہ کا شیطانی ایجنڈا کہ جہاد حرام ہے۔

قارئین کرام سے مودبانہ عرض ہے کہ قادیانیوں کے بارے میں احقر راقم کے پیش کردہ درج بالا حقائق و تجزیہ کی روشنی میں وہ منصفانہ وغیر جانبدارانہ ذہن کے ساتھ فیصلہ فرمائیں کہ جب قرآن حدیث ،تعامل صحابہ اکرامؓ، واہل بیت عظام ،اجماع امت ،آئین پاکستان ،سپریم کورٹ کے فیصلے ،اور عصر حاضر کے اسلامی ممالک کے تمام مسالک و مکاتب فکر کے نامور جید علمائے کرام کے فتویٰ کے علاوہ غیر مسلم عدالتوں کے فیصلوں کے مطابق بھی قادیانی کافر وغیر مسلم قرار دیئے جاچکے ہیں ۔تو انصاف اور دیانت داری کا تقاضا تو یہ تھا کہ قادیانی پارلیمنٹ آف پاکستان اور سپریم کورٹ کا آئینی وقانونی فیصلہ تسلیم کرتے ہوئے اپنی علیحدہ مذہبی شناخت وپہچان کہ وہ مرزائی قادیانی یا احمدی ہونے کی حیثیت سے کراتے اور اپنے آپ کو کافر اور غیر مسلم اقلیت سمجھتے لیکن اس کے برعکس قادیانیوں کی ڈھٹائی ،ضد وہٹ دھرمی کا مشاہدہ تمام دنیا کے سامنے ہے ۔کہ وہ آئین پاکستان اور سپریم کورٹ کا فیصلہ ماننے سے اعلانیہ انکاری وباغی ہیں ۔اور الٹا طرفہ تماشا یہ کہ وہ اپنے غیر مسلم کافر ہونے کے باوجود اپنے آپ کو مسلمان اور عالم اسلام کے تمام کروڑوں غیر قادیانی مسلمانوں کو کافر کہتے ہیں ۔اپنے خالص کفریہ قادیانی مذہب کو اسلام اور چودہ سو سالہ متواتر اور مسلسل اصلی اسلام کو کفر کہتے ہیں۔

خدارا انصاف فرمائیں کہ قادیانی اپنی اس ناجائز وغیر آئینی وقانونی مجرمانہ ضد اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے از روئے اسلام ہندو، سکھ،عیسائی ، یہودی ، بدھ مت وغیرہ غیر مسلم کفار کی طرح ذمی اور سادہ کافر نہ رہے بلکہ زندیق ،مرتد کافر قرار پائے اور اسلامی ریاست میں شرعاً زندیق ،مرتد کافر کی سزاء موت ہے۔

درج بالا پیش کردہ حقائق وتجزیہ کی روشنی میں قادیانیوں کے موجودہ غیر قانونی وناپسندیدہ اور غدارانہ وباغیانہ طرز عمل وکردار کو مدنظر رکھتے ہوئے قدرتی طور پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آئین پاکستان کے تحت کافر وغیر مسلم اقلیت قرار دیئے جانے کے بعد اور سپریم کورٹ کے متفقہ تائیدی فیصلہ کے تحت بھی کافر وغیر مسلم اقلیت ہونے کے باوجود قادیانیوں کا اپنے آپ کو کافر وغیر مسلم اقلیت کہنے اور سمجھنے کے بجائے زبردستی ضد وہٹ دھرمی سے اپنے آپ کو مسلمان

کہلوانا اپنے خالص کفریہ مذہب کو اسلام کے مقدس نام پر پیش کرنے اور پھیلانے کے غدارانہ وباغیانہ اور نا قابل برداشت نا قابل معافی غیر آئینی اور غیر قانونی جرم عظیم کے باوجود آخر کس منطق یا دلیل سے منکرین ختم نبوت قادیانی مسلمانان پاکستان کے وطنی اور قومی بھائی قرار دیئے جانے کے کیسے مستحق بن سکتے ہیں۔؟

قادیانیوں کو یہ مخلصانہ مشورہ ہے کہ وہ علمائے کرام سے رُجوع کر کے ٹھنڈے دل ودماغ کے ساتھ سنجیدگی اور شرافت سے قادیانیت کو سمجھنے کی کوشش کریں تا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ان کو ہدایت نصیب ہو اور آخرت کے دردناک عذاب سے بچ سکیں یا آئین پاکستان اور سپریم کورٹ کے فیصلہ کو تسلیم کرتے ہوئے اپنے آپ کو کافر وغیر مسلم اقلیت سمجھ کر اپنی مذہبی شناخت وپہچان الگ بنالیں۔اور مسلمان کہلوانا چھوڑ دیں اور اپنے خالص کفریہ مذہب وعقائد کو اسلام قرار نہ دینے کا واضح تحریری وزبانی اعلان میڈیا واخبارات کے ذریعے کردیں تو اس میں ان کا اپنا ہی فائدہ ہوگا اور باوجود شرعاً وہ زندیق اور مرتد کافر ہونے کے اقوام متحدہ کے چارٹر اور ملکی آئین وقانون میں دیئے گئے انسانی حقوق کے تحت ان کو حکومت کی طرف سے یہ رعایت حاصل ہے کہ ان کے تمام بنیادی انسانی وسماجی اور معاشرتی حقوق اور مراعات اور ان کی جان ومال عزت وآبرو کا تحفظ اور احترام حکومت وقت کی آئینی اور قانونی ذمہ داری اور مسلمانوں کی بھی قانونی اور اخلاقی ذمہ داری ہوگی جب کہ شروع سے لیکر آج تک ریاست کی طرف سے ان کو تمام انسانی وسماجی اور معاشرتی حقوق اور مراعات حاصل ہیں۔حتیٰ کہ کلیدی عہدوں پر آج بھی کئی قادیانی فائز ہیں اور مسلمانوں کی طرف سے ان کے خلاف کوئی نازیبا ونامناسب سلوک نہیں کیا جاتا بلکہ وہ ملک کے اندر پرامن شہری کی طرح محفوظ اور مامون ہیں اور بلفرض اگر ان کے خلاف کوئی ناجائز وجارحانہ اور غیر قانونی کاروائی ہوجائے تو مجرموں کے خلاف قانون کے مطابق عدالتی کاروائی ہوتی ہے اور ان کو قانون کے مطابق سزاء دی جاتی ہے لیکن اس کے برعکس مغربی ممالک اور بیرونی دنیا میں دن رات قادیانی یہ مذموم اور غلط پروپیگنڈہ بھی کرتے رہتے ہیں۔کہ پاکستان میں ہم پر ظلم ہو رہا ہے جو کہ سراسر سفید جھوٹ ہے۔آخر میں نام نہاد روشن خیال قادیانی نواز نادان مسلمانوں سے استدعا ہے کہ وہ قادیانیوں کی موجودہ آئین شکن غدارانہ،باغیانہ اور غیر قانونی طرز عمل اور کردار کو مدنظر رکھتے ہوئے قادیانیوں کو آئین اور قانون کا پابند بنانے کی دانشمندانہ اصلاحی جدوجہد کریں تا کہ ملک کے اندر موجودہ مذہبی منافرت انتشار اور فساد کا مکمل خاتمہ ہوسکے اور مسلمانوں کے ساتھ قادیانی بھی پاکستان کے شہری ہونے کی حیثیت سے پرامن محفوظ اور خوشحال زندگی گزار سکیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ہمارا پیارا ملک امن اور سلامتی کا ہمیشہ کے لئے گہوارہ بن جائے۔

وما علینا الا البلاغ

مولانا عبدالرؤف فاروقی
جنرل سیکرٹری جمعیۃ علماء اسلام پاکستان

یہ ''خیبر پختونخوا'' ہے

(جماعتی دورہ کے بعد تاثرات)

صوبہ خیبر پختونخوا جمعیۃ علماء اسلام (س) کے امیر مولانا سید محمد یوسف شاہ، جنرل سیکرٹری جناب اکرام اللہ شاہد، مولانا شاہ عبدالعزیز مجاہد اور دیگر صوبائی رہنماؤں کے ہمراہ صوبہ کے دس اضلاع کا پانچ روزہ تنظیمی دورہ کرنے کا اتفاق ہوا۔ غیرت مند مسلمانوں کا صوبہ جو اپنی تاریخ کے دامن میں عجیب و غریب اور متضاد داستانیں لئے ہوئے ہے، سید احمد بریلوی اور شاہ اسماعیل شہیدؒ نے شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ کے فتویٰ جہاد کی روشنی میں آزادی کے لئے قافلہ تیار کیا تو مولانا ابوالحسن علی ندوی مرحوم کے بقول صدیوں بعد شرائط جہاد پر پورا اترنے والے جہاد کا آغاز اکوڑہ خٹک کے اس میدان سے کیا جہاں اب دارالعلوم حقانیہ قائم ہے اور پھر اسی صوبے کی سرزمین ہی آماجگاہ حق و باطل بنی رہی۔ یہاں اسلامی ریاست قائم ہوئی۔ سید احمد بریلوی، امیر المومنین قرار پائے تو پھر اسی صوبہ کے غداروں نے اسلامی ریاست کا تختہ الٹا دیا تو مجاہدین کے اس قافلے نے بالاکوٹ میں جام شہادت نوش کیا، دریائے کنہار کے ایک کنارے پر شہداء کا قبرستان، گنج شہیداں، اور اس سے کچھ فاصلے پر شاہ اسماعیل کی قبر آج بھی سکھوں سے مقابلے اور اپنوں کی غداری کی داستان سنا رہی ہے۔ اس صوبے کو کیا نام دیا جائے، میرے لئے فیصلہ کرنا مشکل ہے، تاہم ''خدائی خدمت گاروں'' سرخ پوشوں'' اور سرحدی گاندھی جناب خان عبدالغفار خان، کے نام لیواؤں نے اسے ''خیبر پختونخوا'' کا نام دلا کر اپنے منشور اور دیرینہ خواب کی تعبیر حاصل کی ہے، تو یہاں کے رہنے والوں کو کیا اب عدل، امن، تعلیم صحت خوراک اچھی معاشرت، اچھی معیشت، اپنی ثقافت تہذیب اور صدیوں سے چلی آنے والی روایات کی ضرورت باقی نہیں رہی؟ صوبائی حکومت کا کہنا ہے کہ ہم نے صوبے کا نام تبدیل کر کے یہاں کے رہنے والوں کو ان کی پہچان دے دی ہے اب عوام کو ہم سے کسی مطالبے کا حق باقی نہیں رہا۔ اے این پی جو 124 کے صوبائی ایوان میں 35 سیٹوں کے ساتھ حکومت کر رہی ہے اب اپنا سیاسی نظریہ وقتی مصلحتوں کے پیش نظر تبدیل کر چکی ہے، ایک وقت وہ تھا جب پیپلز پارٹی نے نیشنل عوامی پارٹی کو پاکستان کا غدار قرار دے کر خلاف قانون قرار دیا اور پوری قیادت کو پابند سلاسل کر کے اس پر بغاوت کا مقدمہ قائم کیا آج اس کے وارث پیپلز پارٹی کے اتحادی ہیں، غلام بے دام ہیں، عالمی سطح پر امریکہ دشمنی اور روسی دوستی

کے علمبردار تھے آج امریکی غلامی کا طوق گلے میں ڈالے سیاست کر رہے ہیں' افغانستان پر سوویت یونین کے قبضے پر پاکستان میں مٹھائیاں بانٹنے اور ولی ببرک بھائی بھائی کے نعرے لگانے والے اعلان کرتے رہے کہ جب سوویت فوج پاکستان میں داخل ہوگی تو ہم اس کے ٹینکوں کو ہار پہنائیں گے اور آزادی کا جشن منائیں گے جو ۱۹۴۷ء میں ہم سے چھن گئی تھی۔ افغان مجاہدین کو بدمعاش اور مہاجرین کو بھگوڑے کہنے والے۔ مجاہدین کے ہاتھوں سوویت یونین کی شکست و ریخت کے بعد امریکی سامراج کے سامنے دم ہلانے میں فخر محسوس کر رہے ہیں' خان عبدالغفار خان کی میت کو پاکستان کی بجائے جلال آباد میں دفن کرنے والی پارٹی اب پاکستان کے اقتدار میں شریک ہے۔ یہ سیاسی نظریوں کی تبدیلی اور اپنی تاریخ کو اقتدار کے بدلے فروخت کرنے کی عجیب مثال ہے نہ جانے اس کا نام خدائی خدمتگاری کیسے رکھ لیا گیا ہے؟ کل یہ پرویز مشرف کی وساطت سے امریکہ کے اتحادی تھے' آج زرداری کے حاشیہ نشین ہو کر امریکی مفادات کی تکمیل کر رہے ہیں۔ قبائل کو جو پاکستان کا بازوئے شمشیر زن تھے' ڈرون حملوں کے ذریعہ زخمی کر دیا گیا ہے' اور اسلامی شریعت پر مبنی نظام عدل مانگنے والوں کو اپنی ہی فوج نے فتح کرنے کیلئے تباہی مچادی ہے جہاں جہاں غیور مسلمان آباد ہیں اور اسلام' جہاد' مجاہدین' شرعی نظام اور اسلامی جمہوریہ پاکستان کے اساسی نظریے سے وابستہ ہیں وہاں پاک فوج اور دیگر فورسز کے ذریعہ خوف مسلط رکھا گیا ہے۔ اور سرچ آپریشن کے نام پر آئے روز چادر اور چاردیواری کا تقدس پامال کیا جاتا ہے۔ پٹھان مسلمانوں کی عفت و حیا پر مبنی روایات کو پامال کیا جا رہا ہے۔ یہ پاک فوج کا ایجنڈا ہے یا صلیبی وصیہونی سامراج کا؟

لکی مروت' ٹانک' بونیر' مالاکنڈ' سوات اور دیگر اضلاع میں موبائل فون کی سہولت ختم ہے۔ ڈیرہ اسماعیل خان' جہاں سے ملکی قومی و مذہبی سیاست کو قیادت ملتی ہے۔ قومی اسمبلی کے ڈپٹی اسپیکر اسی ضلع سے تعلق رکھتے ہیں' ایک خوفزدہ جزیرے کا نمونہ پیش کرتا ہے۔ قدم قدم پر ناکے ہیں' پاک فوج کے جوان گزرنے والوں پر بندوقیں تان کر کھڑے ہیں' توہین آمیز رویہ ہے' لب ولہجہ میں خشونت ہے' تلاش کا طریقہ کار تذلیل پر مبنی ہے' پولیس اور دوسری انتظامی فورسز نے خوف بلکہ موت کا پہرہ بٹھا رکھا ہے' لگتا ہے ہم ایک بڑی سی بگرام جیل یا ایک وسیع تر کیوبا میں بغیر زنجیروں کے قیدیوں کی طرح گھوم رہے ہیں' نہ جانے کس وقت کوئی گولی ہمارا سینہ چھلنی کر دے گی' یا کوئی بے رحم فوجی جوان سڑک پر پٹخ کر ہمیں اپنے بوٹوں سے روند ڈالے گا۔ معاشی اور معاشرتی اعتبار سے خوانین' سردار' ملک' ہیروئن فروش اور اسلحہ کے سمگلر پورے خطے پر قابض ہیں' یہ یعنی ''سیاستدان'' ہیں اور عوام کی تقدیر کے مالک۔ 97 فیصد آبادی غربت اور افلاس کا شکار ہے' اسے اپنے حقوق اور آزادی کا شعور نہیں۔ بنیادی انسانی حقوق کیا ہوتے ہیں' پینے کا صاف پانی دستیاب نہیں۔ سرمایہ داروں کی بھیڑ بکریاں پالتے ہوئے خود بھیڑ بکریوں بلکہ کتوں سے بھی بدتر زندگی گزارنے پر مجبور ہیں۔ کوئی حیران ہو یا نہ ہو' کچھ علاقے ایسے ہیں جہاں سردار ایک فرعون کا درجہ رکھتا ہے اس کے خاندان کے

علاوہ کسی کو نہ تو اپنی سواری رکھنے کی اجازت ہے نہ اپنے بچے کو تعلیم دلانے کی۔ یہ ہے صوبہ ''خیبر پختونخوا'' جس کو اس کا نام اور پہچان مل گئی ہے۔ حقوق کب ملیں گے؟ اور ان کے لئے کون آواز بلند کرے گا؟ میں نے لکی مروت ٹانک' کرک' کوہاٹ' پشاور' بونیر' مالاکنڈ' صوابی اور خیبر ایجنسی میں علماء کو اس بات کی طرف متوجہ کیا۔ استحصالی' ظالمانہ' غیر منصفانہ طاغوتی نظام کے خلاف اٹھ کھڑے ہونے کی ترغیب دی' جمعیۃ علماء اسلام کے دستور نے اگر شعائر اسلام کے تحفظ اور تبلیغ اسلام کو نصب العین قرار دیا ہے تو انتخابی منشور میں انسانی بنیادی حقوق کی فراہمی جبر وظلم سے نجات۔ آزادی' خودمختاری' خودداری' اپنے وسائل پر عوام کے حق اور اعلیٰ اخلاقی روایات واسلامی تہذیب کی ضمانت دی ہے' انسانوں کو انسانوں کی غلامی سے نجات دلانے کا وعدہ کیا ہے۔ کوئی دوسری سیاسی جماعت نہ یہ ضمانت دے سکتی ہے نہ وعدہ کر سکتی ہے' تو انسانیت کو جبر وظلم سے نجات کون دلائے گا۔ میں نے جمعیۃ کی ضلعی مجالس عمومی کے اجلاسوں میں شریک علماء سے گفتگو کی اور انہیں ان کی اللہ کی زمین پر حیثیت اور ذمہ داری یاد دلانے کی کوشش کی۔ علماء جو تقویٰ اور علوم نبوت کے وارث ہیں اور بڑی سیاست کے علمبردار۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جوابدہی کے احساس اور خشیت الٰہی کی بنیاد پر سیاست کو عوامی خدمت اور اللہ کی عبادت کا درجہ دیتے ہیں' صرف اور صرف وہی ان مسائل کا ادراک بھی کر سکتے ہیں' اور انہیں حل کرنے کی جدوجہد بھی!

میں نے بطور خاص اس دورہ کے دوران سید محمد یوسف شاہ' شاہ عبدالعزیز مجاہد' مولانا حامد الحق حقانی' جناب اکرام اللہ شاہد' مولانا امام محمد' مولانا غنی الرحمن اور دیگر عہدیداران و ذمہ داران جمعیۃ کو احساس دلانے کی کوشش کی کہ حضرت مولانا سمیع الحق کی قیادت دارالعلوم حقانیہ کا سا مرکز جن کا ہر جگہ اور ہر طبقے میں احترام موجود ہے۔ اور علماء دیوبند کا سیاسی نظریہ ہمارے پاس ہے اگر ہم نے اخلاص' جہادی جذبے اور آخرت میں آخری عدالت میں پیش ہونے کے عقیدے کے ساتھ اپنا کردار ادا نہ کیا تو ہم عوام' تاریخ آنے والی نسلوں' اپنے اکابر کی روحوں اور خدا تعالیٰ کے سامنے مجرم کے طور پر پیش ہوں گے۔ اور اس کالم کے ذریعہ میں پورے ملک کے علماء سے اپیل کر رہا ہوں کہ وہ زمین پر حق کے گواہ اور اسلام کے علمبردار ہیں۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان میں کسی نام نہاد جمہوری یا سیکولر جماعت کو سیاست کے نام سے انسانوں کے حقوق سے کھیلنے کا موقع اگر دیا گیا تو اس سے بڑا ظلم اور کوئی نہ ہوگا۔ اٹھ کھڑے ہوں اور پہلے مرحلے میں سیاست کی باگ ڈور اور زمام اقتدار اپنے ہاتھوں میں لیں۔ یہ صرف علماء کا حق ہے اور اپنا حق واپس لے کر استحصالی وطاغوتی نظاموں' بدعنوان' بھتہ خور' انسانیت کے قاتل' اور ملک کے دشمن حکمرانوں اور سیاستدانوں سے ملک اور قوم کو نجات دیدیں' اللہ کرے میری دردمندانہ آواز سنی جائے اور علماء اپنا کردار ادا کرنے کے لئے آمادہ ہو جائیں۔

جناب بریداحمد نعمانی

بے حیائی کا سیلاب اور ہمارا طرزِ عمل!

لاکھوں کا مجمع ، ہزاروں کا انبوہ صبح وشام شہر کی مرکزی شاہراؤں اور سڑکوں سے گزر کر اپنی منزلِ مقصود پر پہنچتا ہے۔ ہر دیکھنے والی آنکھ اور سوچنے والے دماغ پر ،اِس دوران سینکڑوں اچھے برے مناظر ،بیسیوں ترغیبی اشتہارات اور دسیوں متنوع دعوتوں سے مزین وآراستہ جہازی سائز بورڈ ، بینرز اور نیون سائنز مختلف نقوش وتاثرات چھوڑ جاتے ہیں۔ موسم گرما کی آمد کے ساتھ ہی اعلیٰ طبقے کی بیگمات وخواتین کو ''نت نئے'' اور موجودہ فیشن میں ''اِن'' کپڑوں کی خریداری کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ اِس مقصد کے لیے متفرق ملکی کمپنیوں کی جانب سے کراچی ، لاہور ، اسلام آباد اور پشاور سمیت ملک کے دیگر بڑے شہروں میں آویزاں کیے جانے والے تشہیری بورڈ ، ارض پاک پر حدود اللہ کی کھلم کھلا اور اعلانیہ پامالی وبے حرمتی پر منہ بولتا ثبوت ہیں۔ ایک خالص اسلامی ونظریاتی ریاست ومملکت میں ہیجان خیز زاویوں ، بے ہودہ تصویروں اور شہوت انگیز منظروں کا یوں منظر عام پر لگ جانا ، خالصتاً غیظ ِ خداوندی کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔ اس تشہیری مہم کے پس منظر میں بھلا اس کے سوا اور کون سی سوچ کارفرما ہوسکتی ہے؟ کہ اسلامیان پاکستان کے ایمان ودین کی تخریب واستیصال میں بھرپور حصہ لیا جائے۔ رفتہ رفتہ غیر شعوری وغیر وجدانی طور پر شرم وحیا اور حجاب وتستر جیسی پاکیزہ وارفع اسلامی تعلیمات پر عمل ناممکن نہیں تو مشکل ضرور بنا دیا جائے۔

اسلام فطری دین ہے۔ انسان کی پیدائش سے لے کر بعد از مرگ آنے والے حالات ولمحات کے حوالے سے اس کی تعلیمات وراہنمائی مکمل ، جامع اور کامل ہیں۔ حیا اور شرم جیسی اعلیٰ قدریں اور خصلتیں ، اسلام نے ہی انسانیت وآدمیت کو سکھلائیں اور سمجھائیں۔ نگاہوں کو جھکانے ، شرم گاہوں کی حفاظت کرنے اور بے حیائی وبدکاری کی جگہوں کے قریب نہ جانے جیسے روشن ومنور احکامات وہدایات دین متین ہی کا خاصہ اور حصہ ہیں۔ خود ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی بابت ذخیرۂ احادیث میں صراحتاً یہ بات ملتی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کنواری لڑکیوں سے زیادہ حیادار اور شرم رکھنے والے تھے۔ نطق نبوت نے شرم ولحاظ کو ایمان کا جز قرار دیا۔ گویا کسی علاقے ، مقام اور محلے میں عریانیت وفحاشیت کا عام اور شائع ہوجانا ، وہاں اسلام کے نام لیواؤں میں ایمان کی کمزوری اور ضعف کا بنیادی اور کلیدی سبب ووسیلہ بن سکتا ہے

اس کے برخلاف جو مسلمان قوم ، قبیلہ اور فرد بے حجابی اور بے پردگی کے حمام میں ننگا ہوتا ہے ، شریعت مطہرہ اس کا مقام ومرتبہ اسفل سافلین بتلاتی ہے۔ ایسے لوگ جو کلمہ پڑھ کر ، اسلامی نام رکھ کر اور اسلامی تہوار ومواقع میں شریک ہونے کے باوجود ، مسلمانوں میں بے حیائی اور بدی کا سیلاب اور بے شرمی کا طوفان عام کرنا چاہتے ہیں ، کتاب

مبین نے صاف صاف لفظوں میں ان کے لیے دنیا و عقبیٰ میں دردناک عذاب کی مبنی برحقیقت خبر دے دی ہے۔ نیز جو لوگ بیہودگی وناپسندیدگی کے اِن امور میں بلاواسطہ یا بالواسطہ معین ومددگار یا شریکِ کار بنتے ہیں، اُن کی تذکیر وخیر خواہی اور نصیحت کے لیے حضرت حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ کا یہ ملفوظ چشم کشا بھی ہے اور بصیرت افروز بھی: ''معصیت اور گناہوں کا لازمی نتیجہ ہے کہ اس کے سبب عتابِ خداوندی نازل ہوتا ہے۔ اور جن پر ہوتا ہے وہ تین قسم کے لوگ اور فرد ہیں۔ پہلا، بلاواسطہ معصیت میں مبتلا شخص۔ دوسرا، شرکت ومعاونت کرنے والا فرد؛ اگرچہ وہ خود اس برائی سے بچا ہوا ہو۔ تیسرا، کارِ معصیت میں شریک تو نہیں، مگر ملامت ونفرت بھی نہیں'' (ملخصا، ملفوظات حکیم الامت 73/2)

چنانچہ اس فتنہ پرور ماحول اور پرآشوب گھڑی میں دینی تعلیمات اور مذہبی اخلاقیات کو زیادہ سے زیادہ اجاگر اور عام کرنے کی ضرورت وحاجت پہلے سے کہیں بڑھ کر ہے۔ دین کے لٹیروں اور قزاقوں سے ایمان کی حفاظت وسلامتی، ہر صاحبِ ایمان کا اولین دینی فریضہ اور ذمہ داری ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ بے لباسی اور بے حیائی کے اِس چھنگاڑتے سیلاب کے آگے بند باندھنے کے لیے ہر طبقے اور ہر سطح میں، ہر حوالے سے موثر اور نتیجہ خیز پیش بندی کی جائے۔ شرم وحیا پر مبنی رویوں کی حوصلہ افزائی، زیرِ تربیت افراد ورجال کی اخلاقی ذہن سازی اور معاشرتی واخلاقی بگاڑ وفساد پیدا کرنے والے وسائل وذرائع کی مکمل بیخ کنی اور اُن سے اظہارِ تنفر ہی، ہماری نسلِ نو کے معصوم ذہنوں ،نظروں اور دلوں کو روحانی پاکیزگی اور باطنی صفائی کا سامان مہیا کر سکتی ہے۔ بلاشبہ حیا سے لبریز آنکھ اور ستھرے جذبات کا عکاس قلب، ملک کی تعمیر اور قوم کی ترقی کا ضامن اور مثبت تبدیلی کا پیش خیمہ بنتا ہے۔ اس کیلئے ضروری ہے کہ ہم اُن سوچوں اور نظریات کا بھرپور مقاطعہ اور بائیکاٹ کریں، جو ہماری نوخیز پود کو ایمانی حلاوت وچاشنی اور حرارت سے محروم کرنا چاہتے ہیں۔ ایسے تمام حیاباختہ اذہان اور ایمان سوز افکار..... جو ہماری جڑوں اور بنیادوں کو دیمک کی طرح کھوکھلا کر رہے ہیں، جو مسلمانوں میں حق تعالیٰ کی سرکشی وبغاوت کا مسموم زہر پھیلا رہے ہیں، جو اہلِ ایمان کو لذت کوش اور نفس پرست بنا کر ان کی ''متاعِ عزیز'' پر ڈاکہ ڈال رہے ہیں..... کی حوصلہ شکنی، عدم پشت پناہی اور بے وقعتی کی فضا بنائی جائے۔ برائی کو برائی سمجھنے کا احساس وشعور جب تک ہماری انفرادی واجتماعی فکروں اور رویوں میں بیدار اور کروٹ نہیں لے گا، اُس وقت تک اِس ''بادِ صرصر'' کی ہلاکت خیز جھکڑوں سے بچاؤ ناممکن ومحال ہے۔

نیکی وتقویٰ، غیرت حمیت اور لحاظ وشرم جیسی بلند انسانی صفات وعادات کو معاشرے میں فروغ ورواج دینے کے لیے، ہم میں سے ہر ایک کو پہلی اینٹ خود رکھنی ہوگی۔ اصلاحِ معاشرہ میں سب سے پہلا اور اول کردار خود ہمیں ادا کرنا ہوگا۔ پھر اپنی ذات، اپنے خاندان اور اپنے کنبے سے شروع کی جانے والی یہ تحریک اور مہم بہت جلد یا بدیر انشاء اللہ تعالیٰ اپنا اثر ورنگ دکھائی گی۔ کیونکہ یہ قرآن کریم کی سچی، ابدی اور سرمدی پیش گوئی ہے کہ ''اچھائی برائی اور پاکی ناپاکی کبھی برابر نہیں ہوسکتے''، ہمیں اور آپ کو پوری ہمت وحوصلہ اور عزم وتوکل کے ساتھ اپنے حصے کا کام کر دینا چاہیے ،کہ کل بروزِ محشر ہم میں سے ہر ایک رب تعالیٰ کے حضور، اپنے عمل، قول اور نیت کا بذاتِ خود جواب دِہ اور مسئول ہے۔

ک۔ ص اصلاحی

علمی، دینی اور تحقیقی دنیا کی سرگرمیاں

❑ پاکستان کے معروف محقق ڈاکٹر احمد خان نے ادارہ تحقیقات اسلامی اسلام آباد، وظیفہ یاب ہونے کے بعد اسلام آباد ہی میں مرکز برائے تحفظ مطبوعات کے نام سے ایک ادارہ قائم کیا ہے جہاں سے انہوں نے قرآن مجید کے اردو تراجم کے مخطوطات کی عالمی کتابیات مرتب کر کے شائع کی ہے۔ اس میں انہوں نے موجودہ فہارس اردو تراجم اور مطبوعات پیش نظر رکھی ہیں اور متعدد کتب خانوں میں اصل مخطوطہ کا بہ نظر غائر مطالعہ بھی کیا ہے۔ اس طرح اردو تراجم کے مخطوطات کے بہت سے پہلوؤں پر روشنی ڈالی ہے۔ اس کا پیش لفظ ترکی کے مشہور اسکالر اور اسلامی کانفرنس تنظیم کے سکریٹری پروفیسر اکمل الدین احسان اوغلو نے لکھا ہے۔

❑ ترجمان القرآن مولانا حمید الدین فراہیؒ کے وطن پھریہاں (اعظم گڈھ) سے تعلق رکھنے والے ایک ندوی فاضل مولوی محمد عمران اس وقت مولانا اشرف علی تھانویؒ کی فقہی خدمات پر قاہرہ یونیورسٹی مصر سے ریسرچ کر رہے ہیں۔ انہوں نے نوکیا موبائل سیریز ماڈل کے لیے ایک ایسا پروگرام مرتب کیا ہے جس کے ذریعہ عربی، اردو، انگریزی ڈکشنری، حج وعمرہ کے ارکان کی رہنمائی، اذکار مسنونہ اور فضائل رمضان وغیرہ کے عربی مواد کو اردو میں استعمال کیا جاسکتا ہے۔ اس پروگرام کی ترتیب میں مصر کی بی ٹک کمپنی کا تعاون شامل ہے، محمد عمران پہلے ہندوستانی ہیں جنہوں نے موبائل پر اردو سافٹ ویر کی ایجاد کی ہے۔ یہ خبر راشٹریہ سہارا میں شائع ہوئی ہے۔

❑ ینگ مسلم ڈائجسٹ کی اطلاع کے مطابق حکومت جرمنی نے تین صوبائی یونیورسٹیوں میں ائمہ اور مذہبی اساتذہ کی تربیت کیلئے فنڈ مہیا کرنے کا اعلان کیا ہے۔ ٹوبنجن اور میونسٹر یونیورسٹیاں عیسائی دینیات کے شعبہ جات کیلئے پہلے سے مشہور ہیں۔ جرمن نژاد پوپ بینڈکٹ بھی یہاں کے سابق پروفیسروں میں ہیں۔ تیسری یونیورسٹی اونسابروک نے تیس طلبہ پر مشتمل امامت کا ایک کورس داخل کیا ہے، صوبائی اسکولوں میں کیتھولک، پروٹسٹنٹ اور یہودیوں کے لیے دینیات پہلے سے داخل تھیں، چونکہ بعض اسکولوں نے اب اسلامک اسٹڈیز کی تدریس شروع کردی اور کئی دوسرے اسکول اس کا منصوبہ بنا رہے ہیں، اس لیے اب حکومت کی توجہ بھی اس جانب مبذول ہوئی ہے۔ وزیر تعلیم کا کہنا ہے کہ ہم چاہتے ہیں کہ ائمہ زیادہ سے زیادہ تعلیم یافتہ ہوں اس لیے کہ تعلیم اور معاشرے کے درمیان یہ امام رابطہ کا ذریعہ ہیں

اور یہ پل کا کام کرتے ہیں لیکن بعض مسلمانوں نے عیسائی اسکولوں میں ائمہ کی تربیت پر اعتراض بھی کیا ہے۔

❑ انگریزی ہفت روزہ ''ریڈینس'' میں شائع خبر کے مطابق انٹرنیشنل اردو فاؤنڈیشن کے صدر کبیر صدیقی صاحب نے ایک دستاویزی فلم بنائی ہے۔ مولانا آزاد کے یوم ولادت کو ہندوستان میں یوم تعلیم کی حیثیت سے منایا جاتا ہے۔ DD نیشنل ٹی وی چینل پر اس فلم کو دکھایا گیا ہے۔ اس میں مولانا آزاد کی علمی، سیاسی اور تاریخی شخصیت کے ساتھ ان کی تحریک آزادی پر مشتمل سرگرمیوں کو نمایاں کیا گیا ہے۔ سب سے خاص اور دلچسپ ان کا سوانحی خاکہ ہے، جس میں تصویروں، مخطوطات، خطوط، مقالات اور ان کی اہم اور نادر کتابوں کا مشاہدہ بھی ہو جاتا ہے۔

❑ ٹائمس آف انڈیا دہلی کی خبر ہے کہ بھوپال کے سروجنی نائیڈو کالج کی انتظامیہ نے اسکول میں استانیوں کو ساڑی پہن کر آنے کی ہدایت دی ہے۔ سرکلر کے مطابق استانیاں اب جینس، ٹی شرٹ، شلوار، قمیص پہن کر کلاس نہ کر سکیں گی، اس کے بعد لڑکیوں کو بھی کالج میں جینس یا کوئی نازیبا لباس پہن کر آنے پر پابندی عائد کردی جائے گی۔

❑ ایک امریکی ویب سائٹ نے دوسو اسرائیلی فوجیوں کی ایک فہرست مع شناختی کارڈ شائع کیا ہے جنہیں جنگی مجرم گردانا گیا ہے۔ ویب سائٹ نے جن اعلیٰ اور نچلی سطح کے فوجیوں کو اس میں شامل کیا ہے ان کی اکثریت نے ۲۰۰۸ء میں غزہ میں مسلسل تین ہفتوں تک چلنے والی اسرائیلی جارحیت میں حصہ لیا تھا۔ ویب سائٹ کے مطابق یہ خبر ایک مجہول الاسم شخص نے دی جو غالباً اسرائیلی فوج سے وابستہ رہے۔

❑ جرمنی کی تنظیم اہل قلم ڈاٹ کام، شریف اکیڈمی اور ریڈیو پاک سلونا نے مشترکہ طور پر اسپین کے دو مشہور شہروں قرطبہ اور بارسلونا میں سہ روزہ عالمی اردو کانفرنس منعقد کیا۔ اس کی صدارت کینیڈا کے ڈاکٹر سید تقی عابدی نے کی، اپنے خطاب میں ڈاکٹر عابدی نے علامہ اقبال کا وہ تاریخی پیغام پڑھ کر سنایا جو بابائے اردو مولوی عبدالحق صاحب نے ۱۹۳۶ میں منعقد ہونے والی اردو کانفرنس میں پیش کیا تھا۔ شاعر مشرق نے اپنے پیغام میں کہا تھا کہ ''اگرچہ میں اردو زبان کی بہ حیثیت زبان خدمت کرنے کی اہلیت نہیں رکھتا تاہم میری لسانی عصبیت دینی عصبیت سے کسی طرح کم نہیں، ڈاکٹر عابدی نے قرطبہ کانفرنس کی معنویت و اہمیت پر روشنی ڈالی اور اردو زبان کی ترویج و اشاعت کے لیے جدید ٹیکنالوجی کے استعمال پر زور دیا، اردو رسم الخط کے متعلق ان کا یہ خیال بالکل درست ہے کہ اردو رسم الخط اس کے بدن پر لباس نہیں بلکہ اس کی جلد ہے جس کے بدلنے سے اس کا جسم زندہ نہیں رہ سکتا۔ جرمن نژاد ڈاکٹر اسٹیمر جنہوں نے اقبال

کی کئی کتابوں کے جرمن اور انگریزی میں ترجمے کیے ہیں۔قرطبہ کے تعلق سے اقبال شناسی پر انگریزی میں مقالہ پڑھا، اس کے علاوہ فرانس کی شاعرہ سمن شاہ، ڈاکٹر شفیق الرحمٰن کیانی، فاروق نسیم، نور الصباح یاسمین برلاس (انگلینڈ)، سید ارشاد قمر (ہالینڈ) شفیق مراد (یورپ) روبینہ فیصل (کینیڈا) وغیرہ نے مختلف موضوعات پر اپنے گراں قدر تحقیقی مقالے پیش کیے۔کانفرنس میں اردو کی بنیادی تعلیم کو فروغ دینے، اردو رسم الخط کی حفاظت کے لیے تمام ممکنہ اقدامات کرنے اور یورپ میں ایک مرکزی لائبریری قائم کرنے کی قرارداد بھی منظور کی گئی۔آئندہ ہائیڈل برگ (جرمنی) میں کانفرنس کرنے کا اعلان کیا گیا۔

❑ ڈوئچے ویلے، جرمنی کا ایک بین الاقوامی نشریاتی ادارہ ہے جو اپنے سامعین اور ناظرین کو ٹیلی ویژن اور ریڈیو نشریات کے ذریعہ عالمی حالات و واقعات منفرد انداز میں پیش کرتا ہے، ڈوئچے ویلے شعبہ اردو کی نشریات کا آغاز اگست ۱۹۶۴ کو ہوا۔اس اعتبار سے اسکی خدمات کی مدت تقریباً نصف صدی ہے، یہ جدید ترین ذرائع ابلاغ کے استعمال کو بڑی اہمیت دیتا ہے، اس لیے کہ اسکے ذریعہ ہر روز دنیا بھر میں کروڑوں انسان ایک دوسرے کے رابطے میں رہتے ہیں، فیس بک، ٹوئیٹر، ڈگ وغیرہ ایسی سوشل سائٹس ہیں جہاں ڈوئچے اردو کے پیج کے ذریعہ سامعین اور انٹرنیٹ صارفین نہ صرف ہر نئی خبر سے واقف ہو سکتے ہیں بلکہ آپس میں تبادلۂ خیال بھی کر سکتے ہیں۔ڈوئچے ویلے شعبہ اردو اپنے سامعین اور صارفین کو ملٹی میڈیا انداز میں وہ سب مہیا کراتا ہے جنکی کوئی بھی شہری خواہش کر سکتا ہے (اخبار اردو، پاکستان)

❑ سوئز بینک کے ڈائریکٹر کے بیان کے مطابق ہندوستانی غریب ضرور ہیں لیکن ہندوستان غریب ملک نہیں۔ ان کے مطابق ۲۸۰ لاکھ کرور ہندوستانی روپے سوئز بینک میں جمع ہیں، ان روپیوں سے تیس برس تک ہندوستان میں بغیر ٹیکس کا بجٹ پیش کیا جاسکتا ہے، تمام ہندوستانیوں کو ۶۰ کرور ملازمتیں دی جاسکتی ہیں، کسی بھی گاؤں سے دہلی تک لین روڈ جاسکتی ہے۔پانچ سو سے زیادہ عوامی اور رفاہی اداروں کو مدت دراز تک مفت چلایا جاسکتا ہے۔ہر شہری کو ساٹھ برس تک ماہانہ ۲ ہزار روپے دیے جاسکتے ہیں۔ ورلڈ بینک اور IMF سے قرض کی ضرورت ہندوستان کو نہیں۔ یہ خبر Mailtu:thanimadammam@googlegroups.com پر شائع ہوئی۔

(بشکریہ ماہنامہ معارف' انڈیا)

جناب صوفی عبدالرب

امت مسلمہ سے روحِ ولی اللّٰہی کا خطاب

بحرانوں اور آزمائشوں اور امریکی غلامی میں مبتلا امت مسلمہ اور خصوصاً پاکستانی قوم جو گرد و پیش کے ابتر حالات سے غافل ہو کر کرکٹ اور دیگر فضولیات ولغویات میں دو مہینوں سے ڈوبے ہوئے تھے، نظم میں غافل و کاہل اور عیش وطرب کے دلدادہ مسلمانوں کو خوابِ غفلت اور مستی سے جگانے کیلئے انہیں مخاطب کیا گیا ہے ــــ (مدیر)

یہ دیکھ کیوں ہیں تعیش کے میکدے آباد | نہ پوچھ مسجدِ غرناطہ کیوں ہوئی برباد
یہ دیکھ کس نے بھرا روپ آج غیروں کا | نہ پوچھ ذوق میں اسلامیوں کے کیا ہے فساد
یہ دیکھ رسم ورہِ خسروانِ دیں کیا تھی | نہ پوچھ ٹوٹ گئی کیوں خلافتِ بغداد
یہ دیکھ سخت ہے کس درجہ بند لادینی | نہ پوچھ ہائے مسلمان ہوں گے کب آزاد !
یہ دیکھ کس نے محمد ﷺ سے بے وفائی کی | نہ پوچھ قومِ مسلماں ہے آج کیوں ناشاد
یہ دیکھ خوار سے مسلم ہے خوار ترکہ نہیں | نہ پوچھ تیز ہے کیوں لجۂ لبا المرصاد
یہ دیکھ کون ہے مصداق حرفِ یَلْبِسَکُم | نہ پوچھ قہرِ خدانے کسے کیا برباد
جو مٹ رہے ہیں رئیس اُن کی خوابگاہیں دیکھ | نہ پوچھ حشرِ طلسمات جنت شداد
نہ دل میں شوقِ اطاعت نہ ذوقِ ایمانی | ترے ہوس کی عمارت ہے سخت بے بنیاد

کدھر چلا ہے کدھر راہ ہے کہاں منزل
یہ تیرا وقت! یہ مشکل! یہ سعی لاحاصل !

تری حقیقت ہستی ہے دانۂ اسپند | اگر ہو ضبطِ خلیلی تو شعلہ دے نہ گزند
ہمالیہ سے گذر جائے حد رفعت میں | وہ ذرہ جس کے تب وتاب میں ہو عزم بلند
کمال جادۂ لا ترکنوا کی منزل ہے | سوال کر نہیں سکتا فقیر غیرت مند
زمین سے اپنی اُبھر کر بلند ہو جانا | بس اتنی بات کو کہتے ہیں رفعت الوند
حسینؓ بن کے ہزاروں حسین پیدا کر ! | اگر یزید کی بیعت تجھے نہیں ہے پسند
منیٰ میں آج بھی لگتی ہے چوٹ سی دل پر | کہ یاد آتے ہیں بے طرح وہ اَب و فرزند
یہ بات ہوتی ہے پختہ یقین سے پیدا | کہ ناز دیکھ کے دل ہو نیاز کا پابند

تو انگری پہ صواب عمل نہیں موقوف — خدا سے روٹھ کے تقدیر کا گلہ تاچند
عجیب چیز ہے افلاس مرد مومن کا — یہ ہو تو سہل ہے فقرِ رسول ﷺ سے پیوند

گلہ زمانہ کا اے جان پاک زہر ہے زہر
سمجھ تو فلسفۂ نہی لا تسبوا الدھر

ہوائے صحن چمن لاکھ ہو نشاط انگیز — نہیں وہ ضبط مسلماں جو توڑ دے پرہیز
ہوئی جو بارش مے جام اُلٹ دیا میں نے — مرا پیالہ کبھی ہو نہیں سکا لبریز
متاع لذت آہ سحر گہی مت کھو — بہت کم ارز ہے اقلیم خسر و پرویز
تجھے یہ سیر گل و غنچہ سازگار نہیں — اگر ہے ذوق دکھا سوز رومی و تبریز
اگر پسند نہیں تجھ کو گردشِ ایام — تو کیوں نہ اُٹھ کہ ہوا پیدا ہو کوئی رستا خیز
عجیب عقدہ کیا وا "حکیم مشرق" نے — زمانہ با تو نسازد تو بازمانہ ستیز
کسی سے پوچھ طریق صلاح کاریگر — عیار شرع نہیں کار نادرو چنگیز
نہ شہسوار نہ منزل سے آشنا ہے تو — عبث ہیں تیرے لیے تازیانہ و مہمیز
تمام قوت خیبر شکن ہے چنگیزی — نہ ہو ہلاکت مرحب جو مصلحت آمیز

مزاج چاہیے تیرا کہ خانقاہی ہو!
جو دل مقام الٰہی بدن سپاہی ہو!

تجھے قرار نہیں ابھی کسی پہلو — خود اپنے دل پہ ابھی تجھے نہیں قابو
تری نگاہ کا دامن ابھی ہے آلودہ — بھٹک رہی ہے ابھی تک تری نظر ہر سُو
بھری ہیں سر میں ہوائیں ہوا پرستی کی — شراب عشق سے خالی رہے نہ کیوں یہ کدو
نظام ملت بیضا ابھی درست نہیں — کہ ہے زباں پہ ابھی تک فسانۂ من و تو
عدو نے مل کے گلے خوب خوب کاٹے ہیں — زبانِ تیغ سے اب تک ٹپک رہا ہے لہو
اثر کہاں سے ہو پیدا تری خطابت میں — کہ آرہی ہے ترے نطق سے نفاق کی بو
ذرا ٹٹول تو پہلو میں قلب مومن کو — کہے تو اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا ھُوْ
عمل بہت ہے مگر کیوں کوئی نتیجہ نہیں — عبث ہے سوزن بے رشتہ سے اُمید رفو
اثر کہاں سے ہو اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی کا — ابھی تو آبِ نجس سے کیا ہے تو نے وضو

بغیر پیروی حق اُبھر نہیں سکتا
بدن میں روح یقیں ہو تو مر نہیں سکتا

نظر اُٹھا تو سہی اداسیر نعمت و جاہ
فقیر مست کے پیروں تلے ہے تاج و کلاہ
گدائے میکدہ ام لیک وقت مستی ہیں
فرازِ چرخ کنم حکم بر ستارہ و ماہ
نہ خانقاہ وہ میری نہ مدرسہ کہ جہاں
نہ زندگی نہ محبت نہ معرفت نہ نگاہ
یہ وہ دیار ہے جس کی فضا میں بستی ہے
وہ زندہ قوم کہ جس کے لئے ہے موت گناہ
سنو ممات کے بندو کہ معتبر ہے فقط
حیات اُن کی جو مرتے ہیں فی سبیل اللہ
تُجَاهِدُونَ بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنفُسِكُمْ
یہی ہے عشق یہی معرفت یہی ہے نگاہ
یہ معرفت ہے نہ اسٹیج پر نہ کالج میں
مرے بیاں پہ زمانہ کی چپقلش ہے گواہ
وہ خانقاہ ہے میری کہ جس کی راتوں میں
بلند غلغلہ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہ
وہ مدرسہ ہے مرا جس کی درسگاہوں میں
معلم و متعلم ہیں سب "ولی اللہ"

مرا مزاج لڑکپن سے خانقاہی ہے
مرا ضمیر سپاہی دماغ شاہی ہے

نہ کج کلاہ ہے صوفی نہ صاحب اکلیل
گلیم و خرقہ نہ تن پر نہ دوش پر زنبیل
غنی ہوں صورتِ عثمانؓ فقیر مثلِ علیؓ
نہیں متاع کو میری غم کثیر و قلیل
مری نظر میں یم قلزم وزمین سویز؟
وہ رشک دشت و بیاباں یہ رشک دجلۂ ونیل
تمام سادہ و رنگین ہے زندگی میری
زہے طریقہ عبدالعزیزؒ و اسماعیلؒ
کہیں بلند تو ہو سید احمدی پرچم
کہ قافلہ ہے مرا گوش بر صدائے رحیل
ادب سے "یٰٓاَبَتِ افْعَلْ" کہے گلو میرا
کہیں سنائے تو "مَاذَا تَرٰی" زبانِ خلیل
اٹھے جو مدرسہ و خانقاہ کا لشکر
بہم ہو قوت جبریل و صور اسرافیل
بہت قریب ہے نصرت اگر ہو عزم غزا
کہ فتح بدر فِئَةٍ قَلِيلَةٍ کی دلیل
ہمیشہ تیغ پہ کچھ منحصر نہیں ہے جہاد
دلوں میں ہو تو سہی پختہ جذبۂ تعمیل

یہی ہے مختصراً حکمتِ ولی اللہ
جسے تو مدرسہ و خانقہ اُٹھے تو سپاہ

افکار و تاثرات

مولوی عبدالقیوم مدنی متعلم دورہ حدیث دارالعلوم حقانیہ

مولوی مسعود احمد متعلم دورہ حدیث، دارالعلوم حقانیہ

آج کا مسلمان: نہ جانے مسلمان کس غلطی کا شکار رہا ہے برسوں دنیا پر راج کرنے والا آج کسی اور کا غلام بنا ہوا ہے۔ اگر آپ مسلمانوں کی تیرہ سو سالہ زندگی کو جب تاریخ کے اوراق میں دیکھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ ہم عزت و عظمت، شان و شوکت، دبدبہ و حشمت کے تنہا مالک رہے ہیں لیکن اگر آپ ان اوراق سے ہٹ کر موجودہ حالات کا مشاہدہ کریں تو ہم انتہائی ذلت، افلاس و ناداری میں مبتلا نظر آتے ہیں، نہ زور ہے نہ زر ہے، نہ طاقت ہے نہ دولت، نہ شان ہے نہ شوکت، نہ باہمی اخوت و اُلفت، نہ عادات اچھے، نہ اخلاق اچھے، نہ اعمال اچھے نہ کردار اچھا، بُرائی ہماری عادت اور بھلائی سے دوری فطرت۔ اغیار ہماری اس زبوں حالی پر خوش ہیں اور مذاق اُڑاتے ہیں۔ لیکن یہ کافی نہیں خود ہمارے جگر گوشے نئی تہذیب کے دلدادہ نوجوان، اسلام کے مقدس اصولوں کو فرسودہ مان کر ان کا تمسخر اُڑاتے ہیں، اسلام کی ہر بات پر تنقیدی نظر ڈالتے ہیں اور شریعت مقدسہ کو (العیاذ باللہ) نہ قابل عمل اور بیکار سمجھتے ہیں۔ عقل حیران ہے کہ جس قوم نے تشنہ دنیا کو سیراب کیا آج وہ خود کیوں پیاسی ہے؟ اور جس مسلمان قوم نے دنیا کو تہذیب و تمدّن کا سبق پڑھایا آج وہ کیوں قلاش ہوگئی ہے؟ سلطان صلاح الدین ایوبیؒ نے ٹھیک فرمایا تھا ''کہ مسلمانوں کی ایک نسل ایسی آئے گی جن کے پاس صرف نعرہ رہ جائیگا (اسلام زندہ باد) وہ نسل اپنی تاریخ سے آگاہ نہیں ہوگی اور اس کو یہ بتلانے والا بھی کوئی نہ ہوگا کہ اسلام کے پاسبان اور علمبردار کون تھے؟'' ایک وہ مسلمان حکمران تھے جو اسلام کے دیوانے تھے، اور آج کے مسلمان حکمران یہ کہتے ہیں کہ ہم پاکستان میں مائیکل جیکسن اور میڈونا کلچر کو لانا چاہتے ہیں۔

دوسری طرف مسلمانوں کا یہ حال دیکھ کر نا امیدی پیدا ہوتی ہے، کیونکہ اسلامی خلافت کے بعد ۱۹۲۳ء میں مصطفیٰ کمال اتاترک نے اصلاحات کے عنوان سے اسلام اور اس کی ابدی صداقتوں کو مٹانے کے لئے جو اقدامات شروع کیے اس میں عربی رسم الخط تبدیل کر کے رومن رسم الخط استعمال کیا گیا، عربی زبان سیکھنے پر پابندی لگا کر علماء اور دین دار مسلمانوں کا قتل عام کیا۔ اسلام کی ابدی حقیقتوں کی قبا چاک کرنے والا ترک ناداں فرنگی کھائی میں گرا اور گرتا چلا گیا۔ آج کے مسلمان کا یہ حال دیکھ کر دل خون کے آنسوں روتا ہے۔ ہمارے اور اُن کے درمیان یہی سب سے بڑا فرق ہے کہ ہم عصمتوں کے پاسبان ہیں اور وہ عصمتوں کے بیوپاری۔ عکرہ کے پادری نے ٹھیک کہا تھا ''کہ اس حقیقت کو مت بھولو کہ مسلمان انتہا پسند قوم ہے۔ مسلمان غدّاری پر آتا ہے تو اپنے بھائیوں کی گردن پر چھُری چلا دیتا ہے مگر اس میں جب قومی جذبہ پیدا ہو جاتا ہے تو اپنی گردن کاٹ کر گناہوں کا کفارہ ادا کر دیا کرتا ہے'' یہ تو اسلام کی صداقت ہے کہ اس پر جتنے حملے ہوئے اس نے سب برداشت کیے اگر اسلام کے علاوہ کوئی اور دین یا مذہب ہوتا تو اس کا نام ونشان بھی باقی نہ رہتا

اس کے لیے صرف تا تاری حملہ بس کافی تھا۔ اور اس میں احمد شاہ جیسے حاکم بھی آئے کہ تیس سال میں صرف دو قتل ہوئے، پہلا قتل اس کے داماد نے جوانی کے جوش یا دامادی کے گھمنڈ میں آکر کیا، مقدمہ عدالت میں گیا، قاضی نے مقتول کے ورثہ کو قصاص کے بجائے دیت لینے پر راضی کیا، سلطان کو علم ہوا تو فرمانے لگے ''اہل ثروت کی طرف سے قتل ناحق پر دیت دینے کا یہ سلسلہ اگر جاری ہو گیا تو پھر یہ رکے گا نہیں، منصب اور مال کا سہارا دیکھ کر کئی دوسرے اوباش قتل کریں گے، اس لئے قاتل کو قصاصاً قتل کیا جائے'' چنانچہ اس کے قاتل داماد کو نہ صرف قتل کیا گیا بلکہ اس کی لاش سر بازار لٹکائی گئی۔ آج پھر کسی ایسے مسلمان کی ضرورت ہے جو اپنے اور پرائے کو ایک نظر سے دیکھے۔ خدایا محمد عربی ﷺ کی امت کو پھر کسی محمد بن قاسم، صلاح الدین ایوبی یا طارق بن زیاد کی ضرورت ہے۔ ان نامساعد حالات کو دیکھ کر دل میں یہ تمنا پیدا ہوتی ہے کہ کاش! آج کا مسلمان اس نشے کی نیند سے بیدار ہو کر حقیقی معنوں میں مسلمان بن جائے۔ پشتو کا یہ شعر مسلمانوں اور عالم اسلام کے حالات پر بڑا ہی حسب حال ہے:

'' ھغه اسلام لن غریب شوے دے عمرؓ غواڑی باغ خزان دے بهاده وینی اُبخور غواڑی ''

مولوی عبدالقیوم مدنی، چارسدہ

✿ ✿ ✿ ✿ ✿

اختلاف رائے کیوں: دنیا میں ظہور کے لحاظ سے اول الخلق انسان آدم علیہ السلام اور اس کے حریف شیطان میں اختلاف اولاً موجود ہونا دنیا کی بے وفائی پر مظہر دلیل ہے اور اختلاف کے اسباب میں اول الذکر سبب۔ بے وفائی ہے۔ پھر آدم علیہ السلام کے دو لخت جگر ہابیل اور قابیل میں اختلاف کا سبب اور علت بے وفائی ہی ہے اسی طرح جتنے انبیاء دنیا میں مبعوث ہوئے ہیں مخلوق کی اپنے خالق کے ساتھ وفادار بننے کے لئے اسی طرح دو عاشقوں میں اختلاف کے سبب وفا نہ کرنا ہے والد مولود میں بھی اختلاف حقوق میں بے وفائی سے ہوتے ہیں۔ سب سے پہلے ہمیں دارالاسباب میں اسباب کی تصحیح کرنا چاہیے' ہم تو اسباب کے مکلف ہیں۔ اثر ڈالنا اور نتیجہ مرتب کرنا مسبب عالی کی قبضہ قدرت میں ہے' جب ہم اپنے محبوب حقیقی سے بے وفا ہوئے تو اختلاف میں مبتلا ہوئے جب بندہ اپنے خالق حقیقی سے بے وفا ہو جائے تو خالق حقیقی کے وفاداروں سے بھی بے وفا ہوگا' نتیجہ میں اختلاف لازم ہوگا۔ سب سے اول الذکر خالق کی وفادار مخلوق میں انبیاء' فرشتے اور حیوانات و جمادات و نباتات ہیں' اب اگر ہم خالق حقیقی سے وفادار بن جائیں تو اللہ تعالیٰ کی وفادار مخلوق ہماری وفادار بن جائے گی۔ جب سبب کی تصحیح ہو جائے تو مسبب عدم اختلاف ضرور بضرور موجود ہوگا' اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ خالق حقیقی کیسے راضی ہوتا ہے' تو ہم عقل سے یہ کہیں گے کہ اس سوال کا جواب کیا ہوگا تو عقل بزبان حال جوابدے گی کہ مرضیات خالق پر عمل کرنے سے خالق راضی ہوتا ہے۔ واللہ اعلم اتم واحکم

(مسعود احمد۔ متعلم دورہ حدیث جامعہ حقانیہ)

✿ ✿ ✿ ✿ ✿

وفیات:

میرے والد مولانا عزیز الرحمٰنؒ کی حضرت مولانا عبدالحقؒ سے والہانہ عقیدت اور حضرت کی پر حکمت باتیں:

حضرت شیخ الحدیث مرحوم کے خالہ زاد بھائی اور میرے والد مولانا عزیز الرحمان (ساکن لوند خوڑ مردان) ایک بڑے مشفق اور نیک انسان تھے۔ دنیا کی کسی بھی چیز اور شے کی قیمت اسلام اور اس کے احکامات کے مقابلے میں ان کی آگے کچھ نہ تھی۔ ساری زندگی درویشوں کی طرح عملی گزاری' ایک بار فرمایا کہ میں نے زندگی میں کبھی بھی کسی موقع پر اللہ سے دولت اور دنیا نہیں مانگی۔ قناعت ہی سب سے بڑی دولت اور آخرت ہی سب سے بڑا خزانہ ہے۔ راقم کو بتایا کہ ایک بار حضرت مولانا عبدالحقؒ ہمارے گھر (لوند خوڑ) تشریف لائے تھے ان دنوں جناب محمود الحق حقانی صاحب نے ایم ایس سی پاس کیا تھا۔ تو میں نے اس خوشی کے موقع پر حضرت مولاناؒ کو مبارکباد دینی چاہی تو جونہی میں نے مبارکباد دی تو حضرت واپس چلتے چلتے رک گئے اور فرمایا کہ کیا اس چیز کی بھی مبارکباد دی جاتی ہے؟ (یعنی ان کے ہاں اصل کامیابی دینی علوم اور آخرت کی سرخروئی میں تھی) اسی طرح ہمارے والد اکثر حضرت مولانا عبدالحقؒ کی دلچسپ باتیں اور نصیحتیں ہم سے بیان کیا کرتے تھے۔ میرے والد اللہ کے بہت شکر گزار اور صابر بندے تھے۔ ہر وقت اللہ کا شکر ادا کرتے تھے' کبھی بھی کسی سے گلہ نہیں کیا۔ ہر کسی سے بڑے شفیق انداز میں ملتے۔ وہ انتہائی غیر متنازعہ شخصیت کے مالک تھے' کبھی بھی کسی جگہ کسی نے اس کی مخالفت نہیں کی کوئی کتنی ہی تلخ بات کیوں نہ کرتا مگر والد صاحب ہمیشہ اس بات کا جواب اتنے دلچسپ انداز میں دے دیتے تھے کہ سارے لوگ ہنس پڑتے تھے۔ وہ کتنے ہی بیمار کیوں نہ ہو جاتے مگر تکلیف اور مصیبت کے وقت وہ کبھی بھی فریاد نہیں کرتے تھے۔ کئی بار مجھ سے کہا کہ مجھے مولانا عبدالحقؒ نے فرمایا تھا کہ کبھی بھی مسجد یا کسی دوسری ایسی جگہ کوئی سیاسی گفتگو نہ کرو جہاں مختلف ذہنی اور علمی استعداد اور مختلف فکر کے لوگ جمع ہوں' کیونکہ اس سے آپ کے مخالفین میں اضافہ ہوگا اور آپکی شخصیت متنازعہ بن جائیگی۔ میرے والد صاحب نے حضرت مولاناؒ کی اس نصیحت پر ساری زندگی بھرپور عمل کیا۔ میرے دادا جی کہا کرتے تھے کہ مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ صاحب تحصیل علم کے کسی درجے میں میرے ہم جماعت بھی رہے تھے اور فخر سے کہا کرتے تھے کہ بڑے بڑے لوگوں سے علم حاصل کیا ہے اکابرین مشائخ سے فیض حاصل کیا۔

۲۸ رجنوری ۲۰۱۱ء کو بروز جمعہ صبح صادق کے وقت اس دار فانی سے کوچ کر گئے' نماز جنازہ میں علماء کے علاوہ بہت بڑی تعداد میں لوگوں نے شرکت کی۔ نماز جنازہ مولانا حامد الحق حقانی صاحب نے پڑھائی

فیاض الرحمٰن' لوند خوڑ

جناب شفیق الدین فاروقی

دار العلوم کے شب روز

پشاور میں حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ کی قیادت میں امن ریلی:

۳۰رمارچ (پشاور) دار العلوم کے مہتمم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ اور شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ صاحب مدظلہ کی قیادت میں امریکہ کے خلاف ایک عظیم الشان ریلی منعقد ہوئی۔ یہ اجتماع امریکہ میں قرآن پاک کی بے حرمتی، امریکی ڈرون حملوں اور لیبیا پر امریکی جارحیت کے خلاف منعقد ہوا۔ حضرت مہتمم صاحب مدظلہ نے فرمایا کہ امریکہ گریٹر اسرائیل کے قیام کے مذموم ایجنڈا کیلئے لیبیا سمیت عرب ممالک میں مداخلت کر رہا ہے، مسلمانوں کو حرمین کے دفاع کے لئے خود کو ایک بڑی جنگ کے لئے تیار رکھنا ہوگا، انہوں نے کہا کہ خطہ سے امریکہ اور اسکے اتحادی افواج نکل جائیں حکمران امریکہ کے ایجنٹ ہیں، لیکن عوام پاکستان کو امریکہ کی کالونی نہیں بننے دیں گے ۔انہوں نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ امریکی اتحاد سے نکل کر ملک کی خارجہ پالیسی کو تبدیل کیا جائے۔ ریلی سے جمعیۃ کے رہنما مولانا شاہ عبدالعزیز، مولانا حامد الحق حقانی، سید یوسف شاہ، اکرام اللہ شاہد اور دیگر رہنماؤں نے بھی خطاب کیا۔ مولانا مدظلہ نے کہا کہ امریکہ ایک عالمی دہشت گرد ہے جو مسلمانوں پر دہشت گردی کا لیبل لگا کر یہودیوں کے ایجنڈا پر گامزن ہے۔ مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ نے کہا کہ امریکہ مشرقی وسطی پر قبضہ کر کے یہاں، ے وسائل ہتھیانے کے علاوہ گریٹر اسرائیل کے مذموم منصوبہ کو بھی عملی جامہ پہنانا چاہتا ہے۔ مولانا سمیع الحق مدظلہ نے کہا کہ قبائلی علاقوں میں معصوم شہریوں پر ڈرون حملے اور قرآن کی بے حرمتی سے امریکہ کا مکروہ چہرہ بے نقاب ہوگیا ہے، حالات کا تقاضا ہے کہ مسلمان امریکی مظالم کے خلاف متحد ہو جائیں، جمعیۃ علماء اسلام کے سربراہ مولانا سمیع الحق نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ وہ امریکہ کے اتحاد سے نکل کر آزادانہ خارجہ پالیسی مرتب کرے، انہوں نے کہا کہ حکمران امریکہ کے ایجنٹ بنے ہوئے ہیں، تاہم عوام ملک کو امریکہ کی کالونی نہیں بننے دیں گے، انہوں نے کہا کہ ملک کے اندر انقلاب ہماری منزل ہے یہ اسلامی انقلاب ہوگا جس کے لئے عوام کو تیار رہنا چاہیے۔ انہوں نے کہا کہ امریکہ قبائلی علاقوں میں معصوم شہریوں پر ڈرون حملے کر رہا ہے، لیبیا سمیت دیگر عرب ممالک میں مداخلت کر رہا ہے، جبکہ قرآن پاک کی بے حرمتی بھی کی جارہی ہے، ان حالات میں بھی مسلمان کسی کے مذہب پر دار کرنے کی بجائے امن ریلیاں نکال کر اپنا احتجاج

کر رہے ہیں کیونکہ اسلام مسلمانوں کو امن کا درس دیتا ہے' انہوں نے کہا کہ ہم امریکی غلامی کسی صورت قبول نہیں کریں گے' اگر فاٹا پر ڈرون حملے بند نہ ہوئے اور حکمرانوں نے امریکہ کے ساتھ وفاداری کا طرز عمل جاری رکھا تو پھر ہم پشاور سے کراچی تک سڑکوں پر آ کر احتجاج کریں گے۔ ریلی سے جمعیۃ علماء اسلام کے مرکزی سیکرٹری جنرل مولانا عبدالرؤف فاروقی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ امن ریلی سے پیغام دیا جارہا ہے کہ ملک کے اندر تبدیلی آرہی ہے' انقلاب برپا ہونے والا ہے' انہوں نے کہا کہ مرکزی وصوبائی حکومتیں قیام امن میں ناکام ہوئی ہیں امریکہ کی مداخلت بڑھ رہی ہے' ہم امریکہ سے مطالبہ نہیں بلکہ اسے وارننگ دیتے ہیں کہ وہ ہمارے خطہ سے نکل جائے ورنہ جب عوام میدان میں نکلیں گے تو پھر دنیا کی کوئی طاقت امریکہ کو نہیں بچاسکے گی' قبل ازیں ریلی کے شرکاء نے مولانا سمیع الحق کی قیادت میں امریکی پادری' ڈرون حملوں اور لیبیا پر امریکی حملہ کے خلاف شعبہ بازار سے اشرف روڈ تک احتجاجی مارچ کیا اور امریکہ کے خلاف شدید نعرہ بازی کی اس موقع پر مظاہرین نے ہاتھوں میں بینرز اور پلے کارڈ بھی اٹھار کھے تھے جن پر قرآن پاک کی بے حرمتی کے واقعہ' لیبیا پر امریکی حملہ اور ڈرون حملوں کے خلاف مختلف نعرے درج تھے۔

اسی طرح گزشتہ ماہ دار العلوم کے اساتذہ کرام کی سرپرستی میں طلباء نے اکوڑہ خٹک میں ریمنڈ ڈیوس کی رہائی کے خلاف ایک پر امن مظاہرہ کیا جس سے حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ' مولانا حامد الحق حقانی' مولانا یوسف شاہ مولانا عرفان الحق' نے بھی خطاب کیا۔

دار العلوم کے قدیم فاضل مولانا افتخار کو ذاتی صدمہ:

دار العلوم حقانیہ کے تاسیسی رکن حاجی محمد یوسف مرحوم کے پوتے اور ہری پور کے معروف غریب پرور دردمند' دینی شخصیت مولانا افتخار الحق کے جواں سال بھائی جناب عبدالبصیر صدیقی گزشتہ ماہ ۲۷ر فروری ۲۰۱۱ء کو سڑک کے ایک حادثہ میں انتقال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ہزارہ میں علماء اور صلحا کے ساتھ دینی اور فلاحی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے' یہی تگ ودوان کیلئے ان شاء اللہ صدقہ جاریہ ثابت ہوگی۔ جناب الحاج اظہار الحق صاحب' ناظم اعلیٰ دار العلوم حقانیہ نے ایک وفد کے ہمراہ جنازہ میں شرکت کی۔ اسی طرح بعد میں نائب مہتمم حضرت مولانا انوار الحق صاحب مدظلہ بھی فاتحہ خوانی کے لئے تشریف لے گئے۔ مرحوم کے ایصال ثواب کے لئے دار العلوم حقانیہ میں فاتحہ خوانی اور دعائے مغفرت کی گئی۔

خوشخبری

مادر علمی جامعہ دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک میں علمی ادبی مکتبہ کی ضرورت ایک عرصہ سے محسوس کی جارہی تھی۔ الحمد للہ **مکتبہ ایوان شریعت** کے نام سے آغاز ہو چکا ہے۔

رابطہ کیلئے : شفیق فاروقی (فون 0300-5167962) جامعہ دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

ادارہ

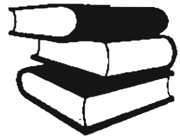

تعارف وتبصرہ کتب

فیضان فیض: مقالات ومکاتیب شیخ الحدیث حضرت مولانا فیض احمد صاحب ملتانی نور اللہ مرقدہ

مرتب: مولانا سید حبیب اللہ حقانی　　ضخامت: ۱۸۴ صفحات　　قیمت درج نہیں

ناشر: القاسم اکیڈمی جامعہ ابوہریرہؓ خالق آباد نوشہرہ

ممتاز علمی شخصیت شیخ الحدیث والتفسیر محقق ونقاد مؤرخ اور ادیب حضرت مولانا فیض احمد نور اللہ مرقدہ علمی وتصنیفی دنیا میں محتاج تعارف نہیں۔ آپ کئی وقیع کتابوں کے مصنف شارح اور محشی ہیں۔ آپ کا گراں قدر علمی اور تحقیقی شاہکار البنایہ کی تحقیق وتخریج ہے جلیل القدر محدث اور فقیہ حافظ بدر الدین عینی الحنفی المتوفی ۸۵۵ء شارح صحیح بخاری کی شہرہ آفاق شرح البنایہ شرح الھدایہ جو کہ فقہ حنفی کی مستند کتاب ہدایہ کی آفاقی اور لاجواب شرح ہے یہ کتاب سالہا سال سے زیور طباعت سے آراستہ ہورہی ہے اور یہ سلسلہ تاہنوز جاری وساری ہے۔ چاہیے تو یہ تھا کہ کئی مجلات پر مشتمل یہ کتاب اور یہ انمول شاہکار اعلیٰ ونفیس کاغذ اور دیدہ زیب طباعت سے شائع کیا جاتا' لیکن اسی طرف کسی مطبع نے توجہ نہیں دی اور نہ اس کی تصحیح وتخریج کی جانب کوئی متوجہ ہوا۔ چنانچہ یہی قرعہ فال بھی مولانا فیض احمدؒ کے نام نکلا اور انہوں نے اس کی تصحیح وتخریج کا ایک ایسا کارنامہ سرانجام دیا۔ جو رہتی دنیا تک یاد رکھا جائے گا۔ اور اسی طرح اس شہکار کو ایسے عالیشان انداز میں آپ نے شائع کیا جو کہ اس قسم کی عظیم کتاب کی شایان شان ہے۔___ زیر تبصرہ کتاب فیضان فیض درحقیقت ان وقیع مقالات ومضامین اور مکاتیب کا مجموعہ ہے جو کہ آپ نے ماہنامہ ''القاسم'' کے لئے لکھے یا مولانا عبدالقیوم حقانی زید مجدہ کے نام ارسال کئے تھے۔ مرتب کتاب مولانا سید حبیب اللہ خقانی قابل داد وصد تحسین ہیں کہ آپ نے یہ بکھرے موتی یکجا کر کے علمی حلقہ کیلئے ایک بہترین تحفہ تیار کیا۔ کتاب میں مندرجہ تمام مختلف النوع نگارشات انتہائی مفید اور معلومات افزاء ہیں۔ علماء طلباء اور علمی ذوق رکھنے والوں کے لئے بلاشبہ یہ اکسیر بے نظیر ہے۔

سہ ماہی ''الزیتون'' مردان　　مدیر مسؤل: مولانا حبیب اللہ شاہ حقانی　　ضخامت: ۸۰ صفحات

قیمت فی شمارہ: ۲۵ روپے　　رابطہ دفتر: سہ ماہی الزیتون فضل کالونی بائی پاس روڈ نیو اڈہ مردان

موجودہ دور پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا کا دور ہے' ذرائع ابلاغ کے توسط سے اپنے اپنے خیالات اور افکار کی ترویج وتشہیر کا زمانہ ہے۔ اس سے ایک طرف فحاشی وعریانی پھیلائی جارہی ہے تو دوسری طرح بدعقیدگی لادینیت اور مذہب بیزاری کا بھی فروغ کیا جارہا ہے' ضرورت اس بات کی تھی کہ اس کا مقابلہ بھی اسی طرح کیا جائے۔ چنانچہ آج کل بہت سے اصلاحی دینی اور علمی وتحقیقی مجلات مختلف اداروں سے یا ذاتی شکل میں معرض وجود میں آئے ہیں۔ (بقیہ صفحہ نمبر ۲۲ پر)

وقت کے تقاضوں کی تکمیل...

ہمدرد ایک صدی سے زیادہ نہ صرف آپ کے دُکھ اور تکلیف میں فرحت و تسکین بخش رہا ہے بلکہ آپ کا ہمدم اور خیر خواہ بھی ہے۔ انسانیت کی خدمت اور پرورش کے لئے نہایت وسیع اقسام کی ہربل اور طبی مصنوعات موجود ہیں، جو صحت بخش ہونے کے ساتھ شفاء بخش بھی ہیں۔

ہمدرد اس دور کے تقاضوں کی تکمیل، ترقی یافتہ سائنسی طریقوں کی مدد سے کرنے کے لئے سرگرم کار ہے۔

صحتِ انسانی کی بقاء اور بیماریوں کے اس سفر کے ساتھ ساتھ "ہمدرد" نے انسان دوست ادارے کی حیثیت سے تعلیم اور ثقافت کے فروغ میں بھی کارہائے نمایاں انجام دیے ہیں۔

ہمدرد

ہمدرد لیباریٹریز (وقف) پاکستان

ISO 9001: 2008 & ISO 22000: 2005 CERTIFIED

Al-Majeed, Hamdard Centre, Nazimabad No. 3, Karachi-74600, Pakistan. Tel: (+9221) 36616001-4, Fax: (+9221) 36611755, Email: headoffice@hamdard.com.pk, Website: www.hamdard.com.pk

Blitz DDB

Regd.No. P-90 Monthly "AL-HAQ" Akora Khattak

علم وحکمت کا گنج گرانمایہ۔ سینکڑوں موضوعات کا خزانہ

خوشخبری

عظیم تاریخی

اشاریہ

ماہنامہ ''الحق'' کا ۴۵ سالہ عظیم تحقیقی اشاریہ (انڈکس)
چھپ کر منظر عام پر آچکا ہے

ماہنامہ الحق

حسب ہدایات ونگرانی:

حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ

مرتب: جناب شاہد حنیف

ادارت: مولانا راشد الحق سمیع

دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

ماہنامہ الحق کے ۴۵ سال میں شائع ہونے والے ۴۸۸ شماروں کے
۳۳۵۶۴ صفحات میں ۱۵۰۰ مصنفین کے ۹۰۰۰ مقالات و نگارشات
قرآن وحدیث، فقہ، سیرت وسوانح، شعروادب، تقابل ادیان، جدید
سائنسی علوم وفنون، نئے اکتشافات پر اسلامی نقطہ نظر اور ۱۰۰۰ کے قریب
کتابوں پر تبصروں ودیگر موضوعات پر سینکڑوں مقالات وکتب سے آگہی
کا ۳۲۵ موضوعات پر مشتمل اشاریہ = ضخامت : ۵۵۲ صفحات

مؤتمر المصنفین، جامعہ دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک، ضلع نوشہرہ

Ph: 0923- 630435-630340 Fax 0923- 630922- Email: editor_alhaq@yahoo.com